ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۲۷/جون ۱۹۹۷ء شمارہ ۲۶

۲۱/صفر ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۲۷/احسان ۱۳۷۶ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

بجز تقویٰ کے اور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا

ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے

"اپنی جماعت کی خیر خواہی کے لئے زیادہ ضروری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تقویٰ کی بابت نصیحت کی جاوے کیونکہ یہ بات عقلمند کے نزدیک ظاہر ہے کہ بجز تقویٰ کے اور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون﴾(النحل ١٢٩)۔

ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے سلسلہ بیعت میں ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں، یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی روبدنیا تھے، ان تمام آفات سے نجات پاویں۔

آپ جانتے ہیں کہ اگر کوئی بیمار ہو جاوے خواہ اس کی بیماری چھوٹی ہو یا بڑی اگر اس بیماری کے لئے دوا نہ کی جاوے اور علاج کے لئے دکھ نہ اٹھایا جاوے بیمار اچھا نہیں ہو سکتا۔ ایک سیاہ داغ منہ پر نکل کر ایک بڑا فکر پیدا کر دیتا ہے کہ کہیں یہ داغ بڑھتا بڑھتا کل منہ کو کالا نہ کر دے۔ اسی طرح معصیت کا بھی ایک سیاہ داغ دل پر ہوتا ہے۔ صغائر سہل انگاری سے کبائر ہو جاتے ہیں۔ صغائر وہی داغ چھوٹا ہے جو بڑھ کر آخر کار کل منہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے ویسا ہی قہار اور منتقم بھی ہے۔ ایک جماعت کو دیکھتا ہے کہ ان کا دعویٰ اور لاف و گزاف تو بہت کچھ ہے اور ان کی عملی حالت ایسی نہیں تو اس کا غیظ و غضب بڑھ جاتا ہے۔ پھر ایسی جماعت کی سزا دہی کے لئے وہ کفار کو ہی تجویز کرتا ہے۔ جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ کئی دفعہ مسلمان کافروں سے تہ تیغ کئے گئے۔ جیسے چنگیز خان اور ہلاکو خان نے مسلمانوں کو تباہ کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے حمایت اور نصرت کا وعدہ کیا ہے لیکن پھر بھی مسلمان مغلوب ہوئے۔ اس قسم کے واقعات بسا اوقات پیش آئے۔ اس کا باعث یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ لا الہ الا اللہ تو پکارتی ہے لیکن اس کا دل اور طرف ہے اور اپنے افعال سے وہ بالکل روبدنیا ہے تو پھر اسکا قہر اپنا رنگ دکھاتا ہے"۔

(ملفوظات جلد اول، طبع جدید، صفحہ ۷)

ہر جگہ اپنی توفیق کے مطابق کام شروع کریں۔ اگر دعا کریں گے تو بسا اوقات دیکھیں گے کہ اللہ کے فضل سے ٹوٹے ہوئے کام بن جاویں گے

حلقہ جات میں لٹریچر اور کیسٹس کی لائبریریوں کے قیام اور ان سے بھرپور استفادہ کے سلسلہ میں نہایت اہم تفصیلی ہدایات

(خلاصہ خطبہ جمعہ ١٣/جون ۱۹۹۷ء)

لندن (١٣/جون): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا انشاء اللہ کل میرا ایک بیرونی سفر ہے اس کے بعد غالباً تین ہفتے تک میں یہاں واپس آؤں گا۔ حضور نے خصوصیت سے انگلستان کی جماعت کو تاکید فرمائی کہ جن نیک کاموں پر میں آپ کو جاری کر کے جا رہا ہوں ان کو جاری رکھیں اور میری عدم موجودگی کا وہ احساس نہ ہو جو کام میں سستی پیدا کرتا ہے بلکہ محنت خلوص اور محبت کے ساتھ کاموں کو اس رنگ میں جاری رکھیں کہ جب واپس آؤں تو کچھ بہتری دیکھنے میں نظر آئے۔ یہی پیغام سب دنیا کی جماعتوں کو ہے۔

حضور نے گزشتہ خطبہ جمعہ کے حوالے سے بتایا کہ اس پر جس طرح دنیا بھر کی جماعتوں نے رد عمل دکھایا ہے وہ بہت خوشکن ہے۔ سب نے بلا استثناء اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اس خطبے سے پہلے بہت سے خلا تھے جس طرف توجہ نہیں تھی اب اس

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی، روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے۔

ہفتہ، ۷/جون ۱۹۹۷ء:

معمول کے مطابق آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کی کلاس کا دن تھا۔ لیکن حضور کی عدم موجودگی کی وجہ سے ۲۲/مارچ ۱۹۹۷ء کی کلاس دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔ اس کلاس میں بچوں نے شہر ربوہ کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کیا کہ ربوہ ایک خاموش پر امن ماحول والا شہر ہے۔ لوگ بااخلاق ہیں اور قابل اعتماد ہیں۔ ان میں سے اکثر بچے صاحبزادی طوبیٰ کی شادی کے سلسلہ میں ربوہ گئے تھے۔

اتوار، ۸/جون ۱۹۹۷ء:

آج سوال و جواب کی ایک مجلس کے دوسرے حصہ میں کئے گئے سوال و جواب کی ریکارڈنگ نشر کی گئی۔

سوموار، ۹/جون ۱۹۹۷ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۳۳ جو ۱۶/اگست ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی تھی ناظرین و سامعین کے فائدہ کے لئے دوبارہ سنوائی اور دکھائی گئی۔ اس کلاس میں سلفر اور کالی فاس جیسی روزمرہ استعمال میں شفا بخشنے والی دواؤں کے بہت سے خواص بیان ہوئے۔ جن میں تیزابی مادوں کے نقصانات اور پیٹ میں ہوا پیدا ہو جانے کی وجوہات اور انکے مؤثر نسخہ جات بتائے گئے۔ حضور انور نے ذاتی تجربات کی بنا پر یہ نصیحت فرمائی کہ ہومیوپیتھی کا علاج معدے کے سلسلہ میں ایلوپیتھک علاج سے بہتر ہے اس لئے اس سے فائدہ اٹھائیں۔

منگل ۱۰/جون ۱۹۹۷ء:

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۳۲ جو ۴/جنوری ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ کی گئی تھی دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔ آج کی کلاس میں سورہ البقرہ کی آیات ۲۷۵ تا ۲۸۳ کا ترجمہ اور تفسیر بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ان آیات میں سودی لین دین کے متعلق قرآنی ہدایات بیان ہوئی ہیں اس لئے ان کا قدرے تفصیلی بیان ضروری معلوم ہوتا ہے۔

سبق کے آغاز میں آیت ۲۷۵ میں ینفقون کی وضاحت کے سلسلہ میں لازم، متعدی اور باب افعال سمجھائے اور پھر انفاق فی سبیل اللہ کے سلسلے میں بتایا کہ لیل و نہار کے فوراً بعد خفیہ اور اعلانیہ الفاظ کا استعمال قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا کمال ہے۔

آیت نمبر ۲۷۶ کے مطابق قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ جو لوگ سود کھاتے ہیں انہیں شیطان مخبوط الحواس بنا دیتا ہے۔ پیسے کی ہوس انہیں اس طرح پاگل کر دیتی ہے کہ وہ انسانی ہمدردی سے بالکل عاری ہو جاتے ہیں ایسے پاگل پن کا تعلق اس مضمون کے ساتھ ہے۔ جب انسان ایک بات پر تل بیٹھے تو پھر عواقب سے آنکھیں بند کر لیتا ہے اور یہی مخبوط الحواسی ہے۔ حضور انور نے سود اور تجارت میں فرق کی وضاحت فرماتے ہوئے آیت نمبر ۲۸۰ کی تفسیر فرمائی اور فرمایا کہ اللہ سے لڑائی مول لینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا رسول ان سے کوئی تعلق نہیں رکھے گا۔ اگر ایمان لانے کے بعد سودی کاروبار نہیں چھوڑے گا تو خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لے گا۔ حضور نے فرمایا کہ سودی نظام اختیار کرنے والی قوموں کو خدا تعالیٰ جنگوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

آیت نمبر ۲۸۱ کے ضمن میں حضور نے فرمایا کہ لین دین کے معاملات میں ریکارڈ کے لئے کاتب کی ضرورت ناگزیر ہے جسے انصاف اور خوف خدا کا پہلو کبھی نہیں بھولنا چاہئے۔

بدھ ۱۱/جون ۱۹۹۷ء:

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۳۳ جو ۱۱/جنوری ۱۹۹۵ء کو ہوئی تھی نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ ہوئی۔ سورہ البقرہ کی آیات ۲۸۳ تا ۲۸۷ پڑھائی اور سمجھائی گئیں۔ روزمرہ پیش آنے والے لین دین کے سنہری اصول عوام کی رہنمائی اور پر امن سوسائٹی کے قیام کے لئے قرآنی احکامات کی روشنی میں بیان کئے گئے مثلاً جس شخص نے قرض ادا کرنا ہے وہ شرائط ادائیگی وغیرہ لکھوائے نہ کہ وہ جس نے لینا ہے۔ کیونکہ دنیا میں سب سے زیادتیاں ایسے ہی جھگڑوں کی وجہ سے رونما ہوتی ہیں۔ اور بتایا کہ لین دین کے معاملات میں کتابت اور شہادت کا نظام قابل عمل قابل تعظیم اور پر امن زندگی کا ذمہ دار ہے۔ اور یہ بہت ہی اہم نکتہ ہے جبکہ اس زمانے میں لوگوں کو

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

ہمارا شناختی نشان

اس دور میں شناختی کارڈ کو انسان کی روزمرہ زندگی میں جو غیر معمولی اہمیت حاصل ہو چکی ہے شاید اس سے پہلے کبھی اسے اتنی اہمیت حاصل نہ تھی۔ بات صرف قومی شناختی کارڈوں تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ اکثر تنظیموں اور ادارہ جات نے الگ الگ شناخت کے معیار قائم کر رکھے ہیں اور قسما قسم کے Logo، ٹریڈ مارک یا دیگر خاص نشان انہیں دوسروں سے منفرد اور ممتاز کرتے ہیں۔ دنیا کے مختلف مذاہب میں بھی نظر آنے والی بعض ایسی خاص علامتیں یا شعار ہوتے ہیں جن کی بنا پر آسانی سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ کوئی کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو بھی ایک ایسی شناخت عطا فرمائی ہے جسے حاصل کرنے والا دوسروں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ﴿ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا﴾ کہ اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تمہیں خاص امتیاز بخشے گا۔ تم دوسروں سے منفرد اور نمایاں ہو جاؤ گے۔ چونکہ اسلام ایک عالمی مذہب ہے اس لئے اس کی امتیازی علامت بھی عالمی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں کسی رنگ، نسل یا علاقے یا شعوب و قبائل کی کوئی تخصیص نہیں۔ جو بھی شخص خواہ وہ ایشیائی ہو یا یورپین، افریقن ہو یا امریکن، گورا ہو یا کالا، مرد ہو یا عورت اگر وہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرے تو یہی تقویٰ اسے دوسروں سے نکھار کر الگ کر دے گا۔ تقویٰ ایک وسیع المفہوم لفظ ہے اور قرآن مجید میں اس کے مختلف مراتب کا تفصیل سے بیان موجود ہے۔

اس زمانہ میں جب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے احیاء اسلام اور غلبہ اسلام کے لئے مسلمان فرقہ احمدیہ کی بنیاد رکھی تو لازم تھا کہ اس فرقہ کی بھی کوئی ایسی خاصی علامت یا شناخت بیان کی جاتی جو اسے دوسروں سے نتھار کر الگ اور ممتاز کر کے دکھا سکے۔ چنانچہ یہ نہایت دلچسپ روایت سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں محفوظ ہے کہ جب امریکہ کے جناب محمد الیگزانڈر رسل دیب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قبول اسلام کی سعادت حاصل کی اور پھر ان کی تبلیغ سے یہ سلسلہ وہاں پھیلنے لگا تو انہوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ یہاں کے دستور کے مطابق جو شخص کسی انجمن یا سوسائٹی کا رکن بنے اسے کوئی شناختی نشان یا سند دی جاتی ہے جسے وہ عندالضرورت پیش کر سکے۔ اس لئے احمدی ہونے کے ثبوت میں بھی کوئی شناخت بھجوائی جائے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے انہیں جواباً یہ لکھوایا کہ:

"ہمارا نشان شناخت صرف یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آئے تو وضو کر کے نماز ادا کر لیا کرو۔ یہ کافی نشان ہے۔ دوسرے سندات یا نشانات کو ایک منافق بھی پیش کر سکتا ہے"۔

سبحان اللہ! حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ جواب کتنا پر حکمت اور کس قدر عارفانہ ہے۔ اس پر جتنا غور کریں اتنا ہی اس شناختی نشان کی عظمت نمایاں تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ آپ کے اس ارشاد مبارک میں یہ امر بھی مضمر ہے کہ اس زمانہ میں خصوصیت سے ترقی یافتہ مغربی دنیا میں پنجوقتہ نماز کا اس کے تمام ظاہری و باطنی آداب کے ساتھ کماحقہ التزام کوئی معمولی بات نہیں اور یہ ایک ایسا امر ہے جو سچے کو جھوٹے سے ممتاز کرنے والا ہے۔

حضور علیہ السلام نے کسی خاص قسم کی ٹوپی یا رومال پہننے یا زنار باندھنے یا بال بڑھانے یا خاص وضع قطع کی ڈاڑھی رکھنے یا انگوٹھی پہننے، گلے میں ہار یا مالا پہننے یا کسی خاص شکل و رنگ کا لباس اختیار کرنے کی تلقین نہیں فرمائی اور نہ ہی احمدی ہونے کے ثبوت کے طور پر کوئی سند یا سرٹیفکیٹ جاری کرنے کی ہدایت فرمائی کیونکہ یہ چیزیں تو ایسی ہیں جنہیں کوئی منافق بھی اختیار کر سکتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ سے سچی محبت، اس کی خالص عبادت اور اس سے ذاتی عشق و وفا کا تعلق ایسی بات ہے جسے کوئی جھوٹا اپنا ہی نہیں سکتا۔ ایک احمدی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ خدا والا ہے اور اس میں تعلق باللہ کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔

ایک دوسرے موقعہ پر حضور علیہ السلام نے احمدیوں کی امتیازی شناخت کو یوں بیان فرمایا ہے:

"تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے"

یہ چھوٹا سا جملہ ہے لیکن گویا سمندر کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ آپ نے اس مختصر سے فقرہ میں تقویٰ کے نہایت وسیع مضمون کا نہایت عمدہ خلاصہ اور نچوڑ بیان فرما دیا ہے۔ انسان پر دو قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ حقوق اللہ میں سب سے اہم اور بڑا حق نماز ہے۔ اس جگہ پنجوقتہ نماز کے بعد "اخلاقی حالت" کا بیان بھی پر حکمت و پر معرفت ہے۔ کیونکہ ایسے اخلاق جن کی جڑیں خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی عبادت میں پیوستہ نہ ہوں وہ محض سطحی ہوا کرتے ہیں اور ابتلاء و آزمائش کے وقت ان کی قلعی کھل جایا کرتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی مخلصانہ عبادت کے قیام کے نتیجہ میں جہاں انسان ہر قسم کی فحشاء، منکر اور بغی سے محفوظ رہتا ہے وہاں تخلق باخلاق اللہ کے نتیجہ میں اسے نہ صرف سچ اور اعلیٰ پاکیزہ اخلاق میں استحکام نصیب ہوتا ہے بلکہ اس کی اخلاقی حالتیں ہمیشہ ترقی پذیر رہتی ہیں۔ اور اس کے اخلاق حسنہ عالیہ کا فیض کسی ایک قوم یا علاقے تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کے اخلاق میں بھی عالمیت پیدا ہوتی ہے اور رحمۃ للعالمین ﷺ کی غلامی میں اس کے اخلاق کا فیضان ہر طرف عام طور پر جاری ہوتا ہے۔ اور اسے ایک ایسا حسن اور ایسی کشش نصیب ہوتی ہے کہ بے اختیار لوگ اس کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ اس کی محبت الٰہی اور تعلق باللہ کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ اسے وہ نور بخشتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈالی جاتی ہے۔........... الغرض حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے لئے جو شناخت معین فرمائی ہے وہ بہت ہی اہم اور بہت ہی مفید اور بابرکت اور دور رس اثرات و نتائج کی حامل ہے۔ ہم جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عہد بیعت میں شامل ہیں اور احمدی مسلمان کہلاتے ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم ہمیشہ یہ جائزہ لیتے رہیں کہ ہمیں وہ شناخت حاصل ہے یا نہیں جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے ہمارے لئے مقرر فرمائی تھی۔

☆......☆......☆......☆

بقیہ مختصرات از صفحہ اول

عام طور پر لکھنا نہیں آتا تھا اور حافظہ آج کل کے مقابلہ میں بہت مضبوط اور قابل اعتماد تھا پھر بھی قرآن کریم نے یہ حکم دیا۔

جمعرات، ۱۲؍جون ۱۹۹۷ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۳۴ جو ۲۲؍اگست ۱۹۹۴ء کو لی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔ آج کی کلاس میں بھی کالی فاس کے خواص کا ذکر جاری رہا کہ یہ اعصاب کی دوا ہے اور گہری عفونت والے مرضوں سے تعلق رکھتی ہے۔ Abortion کے رجحان میں بھی کالی فاس اچھا اثر دکھاتی ہے۔ اسی طرح ہسٹیریا اور پاگل پن کے لئے بھی سلفر ۲۰۰ اور سٹریمونیم ۲۰۰ کا نسخہ تجویز فرمایا۔ بعدہ کالی کارب کے اوصاف پر تفصیلی بحث فرمائی۔

جمعۃ المبارک، ۱۳؍جون ۱۹۹۷ء:

آج کے ملاقات کے پروگرام میں ۱۶؍مارچ ۱۹۹۴ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اردو زبان میں کئے گئے سوالات کے جوابات کی ریکارڈنگ نشر کی گئی۔ چند اہم سوال اور ان کے مختصر جواب درج ذیل ہیں:

☆ کیا نماز عشاء کے بعد وتر پڑھ لینے کے بعد نوافل پڑھے جاسکتے ہیں؟

☆ وہ رقم جو بنک میں اس خیال سے رکھی جاتی ہے کہ باہر رہی تو چوری ہو جانے کا خطرہ ہے۔ ایسی رقم پر سود لیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ حضور نے فرمایا کہ سود کو اپنے استعمال میں لانا کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔

☆ کیا چندہ جات براہ راست مرکز میں بھجوائے جاسکتے ہیں؟

حضور نے فرمایا یہ سوال کافی گہرا ہے اور یہ عام طور پر ان لوگوں کی طرف سے کیا جاتا ہے جو مقامی طور پر نظام جماعت سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان کا چندہ مرکز بھی قبول نہیں کرے گا۔ نظام جماعت سے مکمل اتفاق اور اتحاد از حد ضروری ہے۔

☆ کتنے میل کا سفر ہو تو روزہ رکھا جائے اور کتنے میل کا ہو کہ نہ رکھا جائے؟

فرمایا قرآن مجید نے سفر کا لفظ استعمال کیا ہے۔ میلوں کا ذکر نہیں کیا۔ جب آپ گھر سے باہر ہوتے ہیں اور سفر کی نیت سے نکلتے ہیں تو سفر شمار ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کی سنت مبارکہ سے کئی مثالیں دیکر حضور نے تفصیلات سفر پر روشنی ڈالی۔

☆ دو نوجوانوں کی شہادت کے موقعہ پر حضور انور نے جماعت کو صبر اور بدلہ نہ لینے کی تلقین فرمائی لیکن سورہ البقرہ کی آیات ۱۹۰، ۱۹۱ میں بدلہ لینے کی اجازت بھی دی گئی ہے۔ تو حضور سے اس بات کی وضاحت کی درخواست ہے کہ کس صورت میں بدلہ لیں اور کس صورت میں صبر کریں۔

حضور نے فرمایا کہ ملکی اور عالمی قوانین کو سامنے رکھ کر بدلے کا سوچنا چاہئے۔ اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا جائز نہیں۔ بدلہ لینے کا فیصلہ امام وقت کے ہاتھ میں ہے کہ کس صورت میں بدلہ لینا بہتر ہے یا صبر کرنا۔ لیکن صبر کرنا ہر حال میں بہتر ہے سوائے اس کے کہ قوم کے مٹنے کا خطرہ ہو۔ پس صبر کی شرائط کے ساتھ اگر امام وقت کا فیصلہ صبر کا ہے تو یہی درست ہے۔ حضور نے فرمایا پاکستان سے آتے وقت میں نے یہی نصیحت کی تھی کہ صبر سے کام لیں اور اس سے بہتر کوئی فیصلہ نہیں۔

☆ اسی طرح خیرات اور صدقے میں فرق۔ اگر نماز پڑھتے وقت خود ہی ریا کا خیال آجائے تو کیا کیا جائے۔ احمدیوں پر اعتراض کہ لاکھوں حدیثوں میں سے احمدیوں نے اپنے مطلب کی دو حدیثیں خاتم النبیین کی اپنے معنوں کے حق میں چن رکھی ہیں، غرور اور غرور کے معنوں میں فرق، کام کے دوران ہی فیکٹری میں کام کرتے کرتے نماز پڑھنے کی مناہی، جنت کے باغات میں الٰہی نعماء اور ذکر الٰہی کی افضلیت کے موضوعات پر مختلف سوالوں کے جواب بھی حضور انور نے ارشاد فرمائے۔

(ا۔م۔چ)

خدا کے فضل سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ احمدیت کی تبلیغ بڑی کامیابی اور تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے

یکم اپریل ۹۶ء کو ایم-ٹی-اے انٹرنیشنل کی مسلسل ۲۴ گھنٹے کی نشریات کے مبارک آغاز کے موقعہ پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تاریخ ساز، نہایت اہم اور روح پرور خطاب

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله– اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم– الحمدلله رب العٰلمين– الرحمٰن الرحيم– مٰلك يوم الدين– إياك نعبد و إياك نستعين– اهدنا الصراط المستقيم– صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

آج اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ احمدیت کی تاریخ میں ایک نیا روشن دن طلوع ہو رہا ہے- یہ وہ دن ہے جس کی انتظار میں ہم دن گنا کرتے تھے یعنی وہ دن جبکہ ایم-ٹی-اے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ نے اپنے ایک نئے روشن تر دور میں داخل ہونا تھا اور چوبیس گھنٹے مسلسل خدائے واحد کا پیغام تمام دنیا کے کناروں تک پہنچایا جانا تھا- یہ وہ دن ہے جس کے انتظار میں ہم نے بہت کٹھن وقت گزارے- بہت محبت اور پیار اور خدا کے حضور التجاؤں کے ساتھ اس دن کی راہ میں آنکھیں بچھائیں اور دل بارہا اندیشوں میں دھڑکتا رہا- کیونکہ بارہا کئی قسم کے ابتلا در پیش تھے- کئی قسم کی ٹھوکریں راہ میں تھیں لیکن ہر قدم پر، ہر ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کی تقدیر، اس کی حفاظتِ خاص نے ہمیں سنبھال لیا- اور جب کوئی اور راہ نہ پاتے تھے تو آسمان ہی سے وہ راہ اترتی تھی جس سے مستقبل کی امیدیں پھر جاگ اٹھتی تھیں اور آگے بڑھنے لگتی تھیں- یہ ایک لمبی کہانی ہے مگر جماعت کی امانت ہے اور احمدیت کی تاریخ کا ایک حصہ ہے- اس لئے میں کوشش کروں گا کہ مختصراً اس نئے دور کا تعارف آپ سے کرواؤں تاکہ جو باتیں میں کہوں وہ جماعت کی تاریخ میں ہمیشہ کے لئے ثبت رہیں-

آپ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل کے ساتھ اس سے پہلے جماعت احمدیہ کو ٹیلی ویژن کے ذریعہ دنیا کے مختلف کناروں تک پہنچنے کی توفیق بخشی تھی- اور یہ محض اللہ کا احسان تھا کسی انسان کی چالاکی یا محنت کے سر اس کا سہرا باندھنا محض حماقت ہے- محض اللہ کا فضل تھا جو آسمان سے اترا مگر بعض اوقات حسد پیدا ہوتے ہیں، خود پرستی کئی کئی رنگ دکھاتی ہے اور بہت سی ایسی نفسیاتی الجھنیں اور مشکلات ہیں جو انسان کو اپنے مقصد سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہیں- ایسی ہی مشکلات ہمیں بھی طرح طرح سے پیش آئیں مگر جیسا کہ میں نے گزارش کی ہے واضح طور پر اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل نے ہمیں ٹھوکروں سے بچایا- وہ ٹیلی ویژن کا دور جس سے آغاز ہوا وہ بھی خدا کا ایک بے شمار فضل تھا- دنیا کی تاریخ میں پہلی بار ٹیلی ویژن کے نظام کو مسلمان بنایا گیا تھا- دنیا کی تاریخ میں پہلی بار ٹیلی ویژن کے ذریعے اشاعت کلمہ توحید دنیا بھر میں ہوئی اور بیک وقت دنیا کے تمام براعظموں کے کناروں تک نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھتے رہے- پس وہ دور بھی بہت بڑا دور ہے ہم خدا کی رحمت کے احسان مند ہیں لیکن وہ لوگ جن کے ذریعہ وہ ٹیلیویژن کا نظام جاری ہوا وہ ٹیلی ویژن کے ارتھ سٹیشن (Earth Station) جن سے یہ پروگرام اٹھائے گئے اور وہ سیلائٹ کا نظام مواصلاتی سیاروں کا نظام جن کے ذریعہ دوبارہ زمین کی طرف اتارے گئے ان کے منتظمین کی نظریں بدلنے لگیں اور رفتہ رفتہ ان کا رویہ جماعت کے ساتھ ایسا تھا گویا تکبر کی نظر سے جماعت کو نیچا دیکھنے لگے ہوں- کچھ ان کے تعلقات بعض دولت مند قوموں سے بڑھنے لگے، کچھ ان کے روابط امیر ملکوں سے بھی ہوئے جنہوں نے ان کو بڑی بڑی رقوم پیش کیں اور وہ رقوم محض خدمت دین کے پروگراموں کے لئے نہیں تھیں بلکہ دنیاوی پروگراموں کے لئے بھی جو ہم دے سکتے تھے اس سے بہت بڑی بڑی رقمیں پیش کی گئیں اور دنیا کی منفعتوں نے ان کے دل میلے کر دئے- نتیجۃً ان کے رویہ میں ایک ایسا تکبر کا انداز آگیا جس کے نتیجے میں میرے لئے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ کیا جماعت ان کے سامنے جھک کر، محض نیک نیت سے، مگر جھک کر ان سے استفادے کو جاری رکھے گی یا دوٹوک فیصلہ کیا جائے گا کہ آئندہ ان سے روابط توڑ لئے جائیں- اس دوٹوک فیصلے کے وقت ضروری تھا کہ دعا کے ذریعے خدا کی طرف توجہ کی جائے اور اس دعا سے پہلے دل میں ایک عزم صمیم پیدا ہو اور یہ یقین ہو کہ ہم غیر اللہ کے سامنے گردن نہیں جھکائیں گے اس کے بغیر وہ دعا بے معنی تھی- چنانچہ میرے لئے ایک ویسا ہی سوال تھا To be or not to be- کیا ہم اس ٹیلی ویژن کو ان حالات میں ان ذلیل شرائط کے ساتھ جاری رکھیں گے کہ نہیں جاری رکھیں گے- چنانچہ یہ فیصلہ میرے لئے کچھ مشکل نہیں تھا- اگرچہ تکلیف دہ تھا مگر مشکل ہرگز نہیں تھا- کیونکہ توحید باری تعالیٰ کے مقابل پر ہر دوسری چیز حقیر اور بے معنی ہے، ہر دوسری قربانی بالکل بے حیثیت ہے-

پس پہلے میں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب اگر احمدیہ ٹیلی ویژن کو اس شہرت کے بعد، رواج پکڑنے کے بعد عادات کے ذریعے جماعت احمدیہ سے اس کے گہرے اٹوٹ روابط کے بعد، بند کر دیا جائے یا نہ بند کیا جائے- **میں نے فیصلہ کیا کہ جماعت کی عزت اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا تقاضا ہے کہ کسی غیر کے سامنے جھک کر اس نظام کو جاری نہیں رکھا جائے گا-** چنانچہ وہ اصل فیصلے کی رات تھی جب میں نے فیصلہ کیا کہ قطع نظر اس کے کہ یہ پروگرام خواہ ہمیشہ کے لئے بند کرنا پڑے ہم ذلیل شرائط پر دنیا کی کسی قوم کے سامنے جھکتے ہوئے انٹرنیشنل ٹیلی ویژن احمدیہ کی بھیک نہیں مانگیں گے- اس فیصلے کے بعد پھر جو دل سے دعا اٹھی وہ اٹھتے وقت بتا رہی تھی کہ وہ قبولیت کی گھڑیاں ہیں اور مقبول دعائیں تھیں جو دل سے اٹھی ہیں- اور پھر ہماری راہ ہمیشہ کے لئے صاف ہوئی لیکن ان معنوں میں صاف ہوئی کہ یقین اور عزم محکم میں کوئی تزلزل واقع نہیں ہوا- مشکلات سے اٹی پڑی تھی، روکیں طرح طرح کی پیدا ہوتی رہیں مگر ایک لحہ کے لئے بھی دل سے یہ یقین نہیں مٹا اور متزلزل نہیں ہوا کہ اللہ اپنے فضل سے ضرور ہمیں کامیابی کی راہ دکھائے گا- چنانچہ خدا کے حضور یہ دعا کر کے اس سے بہت پہلے کہ آپ کو علم ہو کہ کیا ہو رہا ہے اور کون کونسی پریشانیاں ہمیں لاحق ہیں میں نے بعض عزیزوں سے مشورہ کیا اور ان کو سمجھایا کہ اب یہ صورتحال مزید جاری نہیں رہ سکتی- اس لئے ان ان خطوط پر آپ جستجو شروع کریں اور ہر طرف تلاش کی نظر ڈالیں- شاید ہمیں کوئی بہتر ایسا ذریعہ مہیا ہو جائے جو ہماری مالی استطاعت کی حد میں رہتے ہوئے ہر اس برائی سے پاک ہو جو اس پہلے نظام سے وابستہ ہو چکی ہے اور اس ضمن میں سب سے پہلے میں نے رفیق حیات صاحب سے مشورہ کیا اور ان کو اپنے confidance میں لیا- ان پر پورا اعتماد کرتے ہوئے ان کو بتایا کہ مشکلات کی نوعیت کیا ہے اور کیوں ہم بعض تلخ فیصلوں پر مجبور ہیں- تلخ ان معنوں میں کہ تلخ ہو سکتے ہیں اور ان احتمالات کو ہمیں ضرور سامنے رکھنا ہو گا لیکن اہم فیصلے، تاریخ ساز فیصلے بھی ہیں کیونکہ اگر اللہ کی تقدیر چاہے تو ان فیصلوں میں غیر معمولی برکات نازل فرما سکتی ہے اور ہمیں اس دور سے ہمیشہ کے لئے نجات بخش سکتی ہے جو روشنیوں سے شروع ہوا اور بالآخر اندھیروں سے مغلوب ہوتا ہوا دکھائی دے رہا تھا- یہ ان کی سعادت بھی ہے اور ذہانت بھی کہ انہوں نے انگلستان کے افق پر نظر دوڑا کے ایک ایسا آدمی چنا جو میرے نزدیک خدا کے نزدیک، مجھے یقین ہے کہ خدا کے نزدیک، اس کام کے لئے سب سے بہتر تھا اور اس انسان کا نام سید نصیر احمد صاحب ہے جو برمنگھم سے تعلق رکھتے ہیں- اس سے پہلے اس خاندان سے تو میں واقف تھا ان کے چچا سید بشیر احمد صاحب جو ربوہ میں رہتے تھے، بہت ہی مخلص اور فدائی تھے اور عجیب یہ حسنِ اتفاق ہے کہ میرے ساتھ ان کا ذاتی تعلق بہت گہرا تھا- باوجود اس کے کہ ملاقاتیں بہت کم تھیں لیکن وہ بھی جانتے تھے کہ میں ان کو جانتا ہوں- میں یہ جانتا تھا کہ وہ میرے دل کی کیفیت جانتے ہیں اور ان کے ساتھ ایک بہت گہرا پیار کا تعلق تھا جو خالصۃً ان کی نیکی کی وجہ سے تھا، انہیں کے بھتیجے کو خدا نے اس عظیم مقصد کے لئے چنا اور جب پہلی دفعہ میں نے ان سے بات کی تو یوں لگتا تھا جیسے دیوار سے بات کر رہا ہوں کچھ بھی ان کو علم نہیں تھا کہ یہ کونسا مضمون ہے، کونسی دنیا ہے- ان راہوں سے بالکل ناواقف، ان کے آداب سے بے خبر اور مجھے کہتے تھے اور مسکراتے جاتے تھے کہ کیا کہہ رہے ہیں، میں کیا کروں- ان کو میں نے سمجھایا کہ شروع میں میرا بھی یہی حال تھا، آہستہ آہستہ پتہ چل جائے گا- آپ ماشاء اللہ ذہین ہیں، سمجھیں میں کیا کہہ رہا ہوں اور پھر مزید اپنا علم بڑھائیں- صاحب علم لوگوں سے رابطے پیدا کریں- تلاش شروع کریں تاکہ کہیں سے ہمیں بہتر متبادل صورت مہیا ہو- چنانچہ اللہ کے فضل سے انہوں نے اس دن سے آج تک اپنے سب آرام اور اپنی سب ذاتی ضرورتوں کو تج کر کے اپنے آپ کو اسی کام کے لئے وقف کر دیا اور دن بدن ان کے روابط بڑھتے رہے اور پھیلتے رہے اور ہر روز کوئی نہ کوئی فکر کی خبر لے کر حاضر ہوتے رہے دعا کی خاطر- 'اچھا کل جو میں نے بتایا تھا کہ یہ رستہ نکلا ہے، میں بہت ہی شرمندہ ہوں مجھے معاف کر دیں، آج وہ رستہ بند ہو گیا، آپ دعا کریں اب ہم اور کیا کر سکتے ہیں'- میں ان سے کہا کرتا تھا کہ جس خدا نے وہ رستہ کھولا تھا وہ اس سے بہتر رستہ عطا کرے گا اور امر واقعہ یہ ہے کہ ہر روک کے بعد جب روک اٹھائی گئی تو زیادہ کشادہ اور زیادہ روشن راہ سامنے نکلی- اور پہلے سے بہتر صورتحال ظاہر ہوئی- اور یہ ایک ایسا اعجاز تھا جو جاری و ساری رہا- مسلسل رات کو بھی اور دن کو بھی- بسا اوقات رات کو ان کا فون آتا اور ہمیشہ چونکہ طبیعت میں انکسار بھی ہے اپنے اوپر اس ذمہ داری کو ڈالنے کی پوری کوشش کرتے تھے کہ 'معاف کرنا مجھ سے غلطی ہوئی ہے، کوئی ایسا قصور ہو گیا ہے میں بات نہیں سمجھا تھا- یہ بات یوں نہیں تھی بلکہ یوں تھی، اب مجھے افسوس ہے کہ یہ معاملہ یہاں رک گیا ہے- اب ہم اور جگہ دیکھتے ہیں'- اور ہمیشہ میں ان سے کہتا تھا کہ آپ کا کوئی قصور نہیں اللہ کے فضل سے آپ پوری کوشش کر رہے ہیں اور یہ روک اٹھا دی جائے گی اور رستے نکلیں گے- اور دوسرے دن چہکتی ہوئی خوشیوں سے معمور آواز سنائی دیتی تھی کہ الحمدللہ ایک اور رستہ نکل آیا ہے اور وہ مشکل دور ہو گئی- تمام افق پر جہاں جہاں ٹیلی ویژن کے ذریعے رابطوں کا امکان ممکن ہے ہر جگہ انہوں نے نظر ڈالی، ہر جگہ رابطے کئے، دن کو بھی اور رات کو بھی اور کئی قسم کے مسائل ابھرتے رہے، کئی قسم کے حل نکلتے رہے- بعض ایسے ٹیلی ویژن تھے جن کے ساتھ اگر ہمارے رابطے قائم ہوتے تو بلاشبہ وہ تمام دنیا میں مقبول ٹیلی ویژن سٹیشن تھے مگر اس وقت جماعت احمدیہ کی کل جتنی آمد ہے اس سے دس گنا یا کم سے کم پانچ گنا رقم کی ضرورت تھی اور سر دست دکھائی دیتا تھا کہ خدا تعالیٰ نے جس طرح ہمارے اموال کی راہیں کشادہ کی ہیں ابھی یہ ہماری دسترس سے باہر کی بات ہے- اس لئے اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کے فضل کی انتہا تو نہیں مگر خدا تعالیٰ نے ہمیں ہدایت بھی تو دی ہے کہ عقل سے کام لو اور جس حد تک توفیق ہو اس حد تک اپنے ہاتھ پاؤں مارو اور اس حد تک اپنی چادر پھیلانے کی کوشش کرو- یہ جو بات میں بیان کر رہا ہوں یہ اس سے مستنبط ہوتی ہے اور ہمیشہ میرا ذہن اسی آیت کی طرف رہا کہ ﴿لا يكلف الله نفساً الا وسعها– لها ما كسبت و عليها ما اكتسبت﴾ کہ انسان پر اللہ اس سے بڑھ کر تکلیف نہیں ڈالتا جتنی اس نے اسے خود وسعت عطا فرمائی ہوتی ہے- پس اگر خدا وسعت بڑھانا چاہے اور وسعت بڑھائے اور ہم اس وسعت کے مطابق کوشش کریں مگر جب تک خدا وہ وسعت بڑھا نہ دے جس حد تک وسعت اس نے عطا فرمائی ہے اس سے بڑھ کر ہاتھ پاؤں مارنا گویا خدائی کا دعویٰ ہے- جب خدا کی یہ تقدیر ہے کہ اپنے بندوں پر ان کی وسعت سے آگے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا تو ہر وہ بندہ جو وسعت سے آگے بڑھ کر بوجھ اٹھاتا ہے وہ نادان ہے اور خودکشی کرتا ہے- یہ مضمون زندگی کے ہر دائرے پر حاوی ہے- وہ لوگ جن کی آمد تھوڑی ہے اگر وہ اس آمد کے اندر اپنی زندگی بسر نہیں کرتے اور ایک جھوٹے فرضی اخلاص کا مظاہرہ اپنے حق میں کرتے ہیں کہ اللہ بڑا دینے والا ہے چلو خرچ کر لو اور وہ دے دے گا- تو اگر "دے دے گا" کا فیصلہ تم نے کرنا ہے تو اللہ کے ہاتھ میں پھر کیا رہا- اس لئے جو دیا ہے اس کے اندر رہنے کی عادت ڈالو اور پھر توکل کرو اور دعاؤں کے ذریعے وسعتوں کو بڑھاؤ- پھر اس بڑھتے ہوئے دائرے کے اندر اپنی کوششوں کو وسیع تر کر دو اور زیادہ کے حصول کی طلب کرو یہ جائز ہے- مگر اس کے بغیر کہ خدا کی مرضی ظاہر ہو، اس کے بغیر کہ خدا کا فضل نازل ہو کر

تمہاری وسعتوں کو بڑھادے، اپنی طرف سے غیر ذمہ دارانہ طور پر زیادہ بوجھ اٹھالینا اپنی کمر توڑنے کا فیصلہ ہے، خدا کی تقدیر کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔ پس یہ وہ حکمتیں تھیں جن کے پیش نظر وہ مواقع تو بہت روشن اور بہت ہی عظیم تھے جو وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے رہے مگر ان کے تقاضے پورے کرنے کی ہم میں استطاعت نہیں تھی، دکھائی دے رہا تھا کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ جماعت کے مالی وسائل ان کا بوجھ اٹھا سکیں۔ رفتہ رفتہ ان سے منتقل ہوتے رہے۔ تھوڑے وقت میں جب آئے تھے تو مشکل یہ پڑتی تھی کہ جتنا تھوڑا وقت مانگتے تھے تھوڑے وقت کی قیمت بڑھتی جاتی تھی اور تناسبی لحاظ سے بہت تھوڑے وقت کے لئے بہت زیادہ خرچ کرنا پڑتا اور اگر وقت بڑھائیں تو اس تناسب تک پہنچتے ہوئے جہاں وقت بڑھ جائے اور مناسب قیمت ادا کرنی پڑے وہ قیمت تو مناسب ہوتی مگر اپنی مقدار میں اتنی بڑھ چکی ہوتی تھی کہ ہمیں اس کی استطاعت نہیں تھی۔ یہ وہ مشکلات تھیں جو مختلف رنگوں میں، مختلف صورتوں میں ہمارے سامنے سر اٹھاتی رہیں اور ہم ان سے بچ کر گزر کے آگے کی راہ تلاش کرتے رہے اور اس ضمن میں جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے سب سے زیادہ میری نصرت کی توفیق اللہ تعالیٰ نے نصیر احمد صاحب کو دی۔ اور یہ بھی شاید اس دعا ہی کا نتیجہ ہے جو میں ہمیشہ کرتا رہا ﴿واجعل لی من لدنك سلطانا نصیراً﴾ کہ اے خدا میرے لئے ہمیشہ اپنی طرف سے سلطان نصیر عطا فرماتا رہ۔ تو سلطان ایک ایسی دلیل کو بھی کہتے ہیں جو غالب ہو۔ سلطان ایک ایسے صاحب مقدرت کو بھی کہتے ہیں جس کو توفیق ہو اور نصیر مددگار کو کہتے ہیں۔ پس خدا نے دیا بھی نام کا نصیر جو کام کا بھی نصیر نکلا اور خدا نے اپنے فضل کے ساتھ ان سے بہت کام لیا۔ اور ان کے عجز پر ایک ذرا بھی ضرب نہ لگی، ایک ذرا بھی داغ نہیں لگا۔ کیونکہ نہ صرف یہ گواہ بنے بلکہ ان کا سارا خاندان گواہ بن گیا کہ ہر قدم پر ان کی ہوشیاری اور محنت نہیں بلکہ خدا کا فضل تھا جو چھت پھاڑ کر اترا کرتا تھا۔ ابھی کل رات کی بات ہے، میں ان کے گھر مہمان تھا کیونکہ برمنگھم میں ہمارا ایک سوال و جواب کا اجلاس تھا جس میں شرکت کے بعد ان کے اصرار کی وجہ سے میں نے یہ وعدہ کر لیا تھا کہ وہاں کھانا کھا کر پھر لندن آئیں گے۔ اس کے ساتھ ہی ایم۔ٹی۔اے کی ٹیم بھی مدعو تھی۔ وہاں جاکر وہ ان کا دفتر بھی دیکھا جہاں بیٹھ کر یہ کام کرتے رہے ہیں۔ وہاں کھانے پر ان کے بچوں اور ان کی بیگم نے برملا اس بات کا اعتراف کیا کہ ہم سب گواہ بن گئے ہیں ایک ایسی بات کے جس کا ہمیں وہم و گمان بھی پہلے نہیں تھا۔ احمدی تھے مگر احمدیت کے رابطے سے خدا کی طرف سے اعجاز اترتے پہلے کبھی اس طرح نہیں دیکھے تھے جس طرح اس وقت دیکھے، اس دن سے دیکھنے شروع کئے جس وقت انہوں نے خدمت کا فیصلہ کیا اور جس دن سے مسلسل یہ پھر خدمت پر مامور رہے۔

کہتے ہیں ہم روز کے گواہ ہیں، بچے بھی گواہ ہیں، بڑے بھی گواہ ہیں کہ ایک دن پژمردگی کا عالم، ہر طرف مایوسی دکھائی دیتی تھی، کوئی نکلنے کی راہ نظر نہیں آتی تھی اور دوسرے لمحے ایک اور روشنی نمودار ہوتی تھی اور یہ کھیل جاری رہا۔ اور ہر روز ہمیں یاد دلاتا رہا کہ جو کچھ بھی ہوگا تقدیر الٰہی سے ہوگا انسان کی کوششوں کا اس میں ایک بہانہ تو ہے مگر دخل نہیں۔ انسان کی کوششیں استعمال تو ہوں گی مگر قدرت خدا کی ہے جو کام دکھائے گی، نہ کہ انسانی کوششیں۔ پس اس طرح معاملہ بڑھتا رہا اور پھیلتا رہا۔ آخر ہم نے ایک موقع پر پہنچ کر یہ فیصلہ کر لیا کہ یکم اپریل سے باقاعدہ رسمی طور پر اس نئے عالمی دور کا افتتاح کیا جائے گا اور جب یہ فیصلہ ہو گیا اور خوشی خوشی سب گھر لوٹے تو اگلا فون یہ آیا کہ وہ انٹینا جو آنا تھا امریکہ سے وہ اتنا بڑا ہے کہ اسے کوئی جہاز اپنے اندر سمیٹنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا اور جو بڑے جہاز ہیں جن میں وہ سما سکتا ہے وہ وقت سے پہلے ہمیں میسر ہی نہیں آسکتے۔ اس لئے کمپنی نے کہا ہے کہ اب ہم کیا کر سکتے ہیں، مجبوری ہے۔ بہت بھاگ دوڑ اس کمپنی نے کی لیکن ہر طرف سے مایوسی ہوئی اور انہوں نے کہا غالباً ۱۹ تاریخ یا کوئی تاریخ اس مہینے کی دی تھی کہ اس سے پہلے تو اس کا آنا ناممکن ہے کیونکہ وہ اتنا بڑا جہاز جو اس انٹینا کو سما سکے وہ اس سے پہلے امریکہ سے روانہ ہی نہیں ہو رہا۔

اس کے نتیجے میں جو فکر پیدا ہوئی اور پھر دعا کی طرف توجہ پیدا ہوئی تو ایک ہی رات میں وہ اس طرح مقبول دکھائی دی کہ نصیر شاہ صاحب کا فون آگیا کہ وہ جو آغاز میں ہم نے آئرلینڈ سے ایک پوری وین منگوانے کا فیصلہ کیا تھا جس میں ایک بڑا انٹینا نصب ہے اور وہ کرایہ پر دے بھی دیتے ہیں، ان سے گفتگو ہو رہی ہے، دعا کریں کہ فیصلہ ہو جائے۔ چنانچہ مشکل یہ تھی کہ تھوڑے وقفے کے لئے وہ راضی ہوں گے کہ نہیں بالآخر خدا کے فضل سے وہ راضی ہو گئے۔ اور پھر ہر طرف الحمدللہ سب کچھ طے ہو گیا۔ آرام کی نیند ایک رات آئی اور دوسرے دن پھر غائب۔ وہ اس طرح کہ ایک اور روک پیدا ہوئی جس کا وہم و گمان بھی نہیں تھا۔ جب وہ انٹینے والی ویگن یا وین سمندر پار کرنے کے لئے وہاں Port پر پہنچی تو جہاز کے کپتان نے یہ عذر رکھ کر اسے لوڈ کرنے سے انکار کر دیا کہ اس قسم کے انٹینا کے لئے حکومت کی طرف سے ایک سپیشل اجازت کی ضرورت ہوتی ہے اور جب تک وہ اجازت نہ ملے ہم اس جہاز میں تمہیں پار نہیں کروا سکتے۔ چنانچہ وہ قصہ بھی صاف ہوا یعنی بظاہر پھر ہر رستہ بند۔ شاہ صاحب کا بڑا گھبراہٹ کا فون آیا کہ اب کیا کریں یہ تو ایک راہ دکھائی دے رہی تھی وہ اجازت تو مل جائے گی مگر جو ہم ساری دنیا کی جماعتوں سے وعدہ کر چکے ہیں کہ انشاء اللہ یکم اپریل سے امریکہ کا پروگرام مسلسل جاری ہو جائے گا، وہاں بھی لوگ امید لگائے بیٹھے ہیں وہ ہم پورا نہیں کر سکتے۔ پھر بھی جیسا کہ ہمارا دستور تھا آپس میں مشورے کے بعد یہی فیصلہ ہوا کہ ابھی تلاش جاری رکھنی ہے متبادل ڈھونڈو اور کیا ہو سکتا ہے۔ جس کمپنی نے ہمارے لئے نئی وین تیار کرنی ہے اور وہ بڑا انٹینا جو امریکہ سے آنا تھا وہ لگانا ہے کیونکہ ان سے بہت گہرے مراسم ہو چکے تھے اور چونکہ شاہ صاحب کے ان کے ساتھ ایک قسم کے برادرانہ تعلقات تھے انہوں نے ان سے کہا کوئی رستہ بتاؤ کیا کیا جا سکتا ہے۔ یہ وہی کمپنی ہے جس نے اس سے پہلے یہ کہا تھا، دو تین کمپنیاں ہیں جن سے ایسے روابط ہوئے ہیں، مگر ایک کمپنی جس کی میں بات کر رہا ہوں انہوں نے اس سے پہلے کہا تھا کہ یہ وین جو ہماری جس پر آجکل ہمارے پروگرام اٹھائے جاتے ہیں یہ بالکل نااہل ہے اس بات کی کہ اس کے ذریعے اس امریکن سیٹلائٹ پر تصویر اور آواز بھیجی جائے جس کا امریکہ میں پیغام پہنچانے سے تعلق ہے۔ اس کا زاویہ اتنا نیچا اور اتنی دور کا ہے کہ لازماً جس نے یہاں سے پیغام لینا ہے اور امریکہ میں پیغام بھیجنا ہے وہ اٹلانٹک اوشن (Atlantic Ocean) کے وسط میں کہیں واقع ہوگا۔ ایک طرف سے سگنل لے سکتا ہے اور دوسری طرف پہنچا سکتا ہے مگر انگلستان سے اس آواز کو اور اس سگنل کو اٹھا کر وہاں تک بھیجنے کے لئے ایک بہت بڑے اور طاقتور انٹینا اور "ڈش" کی ضرورت ہے۔ وہ ڈش ہی ہے جس کے متعلق میں نے آپ کو بتایا کہ امریکہ سے آرہا تھا اور یہ روک اس کے رستے میں پیدا ہو گئی۔ وہی ڈش ہے اسی سائز کا جو آئرلینڈ سے آنا تھا اور اچانک ایک روک پیدا ہو گئی مگر جس طرح دعائیں پہلے روکیں اٹھاتی رہیں اور بند راستوں کو کھولتی رہیں اسی طرح اس دفعہ بھی یہ ہوا اور عجیب واقعہ ہوا کہ ہماری اس غریبانہ وین کو جس کو سب رد کر چکے تھے کہ اس میں طاقت ہی نہیں ہے کہ اس پروگرام کو اٹھا سکے اور انٹرنیشنل قانون کی رو سے کوئی بھی سیٹلائٹ اس چھوٹے انٹینا سے پروگرام لے کر دوسرے ملک میں پہنچانے کا مجاز نہیں تھا چنانچہ جب اس کمپنی نے ان کو مشورہ دیا کہ ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ جتنی زیادہ سے زیادہ طاقت مہیا ہو سکتی ہے وہ آپ کے چھوٹے انٹینا کو طاقت دے دیتے ہیں آپ INTELSAT والوں سے جو امریکہ کی کمپنی ہے ان کو یہ منوالیں کہ وہ اس کو منظور کر لیں اور اس کے مقابل پر ان کو بھی اپنی سیٹلائٹ کی طاقت بڑھانا پڑے گی۔ کیونکہ چھوٹا انٹینا اتنے مضبوط سگنل نہیں بھیج سکتا۔ سوائے اس کے کہ بہت غیر معمولی برقی طاقت اس کو اٹھا رہی ہو۔ پس صرف یہ بحث نہیں ہے کہ ہم یہاں آپ کی اس وین کی طاقت بڑھا دیں بلکہ بحث یہ ہے کہ جب تک وہ سیٹلائٹ بھی غیر معمولی طاقت کے ساتھ اس کو قبول کر کے آگے ٹرانسمٹ نہ کرے، آگے نہ بھیجے اس وقت تک یہ ناممکن ہے۔

اب وقت تھوڑا تھا، رستے میں چھٹیاں تھیں انہوں نے آدھی رات کو اس ڈائریکٹر کو جگایا جس نے یہ فیصلہ کرنا تھا۔ وہ ڈائریکٹر دفتر پہنچا، رات کو کھولا اور ان آدمیوں کو بلایا جن کا اس کے ساتھ تعلق تھا اور انہوں نے صاف جواب دے دیا کہ جناب قانون اجازت ہی نہیں دیتا۔ آپ ڈائریکٹر ہوں گے اپنے گھر لیکن قانون اجازت نہیں دیتا۔ اور ہم مجاز ہی نہیں ہیں کہ اتنے چھوٹے انٹینا پر یا ڈش پر بھیجے ہوئے سگنل کو قبول کر کے آگے پھر ٹرانسمٹ کریں۔ قانون اس لئے کہ ان کی اس میں عزت کا بھی سوال ہے، ان کے نام کا سوال ہے۔ کمپنی کا ایک وقار ہوا کرتا ہے۔ اگر یہ گھٹیا پروگرام بھیجنا شروع کر دیں تو ان کا سارا وقار مٹ سکتا ہے۔ اس افسر کے دل میں خدا نے یہ بات میخ کی طرح گاڑ دی کہ تم نے کام ضرور کرنا ہے اور وہ اس بات پر تُل گیا۔ اس نے کہا قانون وانون تو میں دیکھ لوں گا لیکن تم بتاؤ کہ طاقت بڑھا سکتے ہو کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں اگر حکم ہے تو بڑھا سکتے ہیں۔ اس نے قانونی راہ میں روک کو اس طرح حل کیا کہ ان کو جواباً فون میں یہ کہا کہ تم مجھے تحریراً یہ ضمانت بھیجو کہ تم اس بات کے ذمہ دار ہو کہ اس نہایت بیہودہ اور کمزور سٹیشن پر جو بھی سگنل آئیں گے ان کے تم ذمہ دار ہو اور اگر قانونی طور پر کوئی مشکل پڑے گی تو تمہاری یہ درخواست ہماری مدد کرے گی کہ ہم نے تو انکار کیا تھا۔ انہوں نے آنکھیں کھول کر جو کچھ نظر آرہا تھا اس کے مطابق اس کو قبول کیا اور اس کے مطابق ہمارا کوئی قصور نہیں۔ یہ اس کی فلاسفی تھی مگر یہ ایک ایسے آدمی کی فلاسفی تھی جو کام کرنے پر تُلا ہوا تھا۔ ورنہ حقیقی فلاسفی تو ہر قدم پر اس کو روکتی تھی کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا، کہ ایسی عجیب حرکت نہ کرو اور اس کی اپنی کمپنی میں اس کی عزت اور وقار کا بھی مسئلہ تھا، اس کی روزی کا مسئلہ تھا مگر جب خدا یہ فیصلہ کر لے کہ میں نے یہ تقدیر ظاہر کرنی ہے تو انسان کی کیا حیثیت ہے، اس کی تدبیر، تقدیر کے تابع چلتی ہے ورنہ نہیں چلتی۔ پس یہی ہوا اور اس کے اس پیغام پر یہاں کی کمپنی نے پھر راتوں رات اپنے آدمی بھجوائے۔ وقت بہت تھوڑا رہ گیا تھا انہوں نے بڑی تیزی کے ساتھ ہماری اس وین پر کام کیا اور اس کی طاقت کو پہلے سے کئی گنا بڑھا دیا۔ زیادہ سے زیادہ جو طاقت اس چھوٹے سے انٹینا کو دی جا سکتی تھی وہ دے دی گئی اور وہاں انہوں نے اپنے جو مواصلاتی سیارے کا ڈش تھا اس کو طاقت سے بھر دیا اور یہ عجیب واقعہ ہوا اور وہ کہتے ہیں کہ ٹیلی ویژن کی تاریخ میں آج تک ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ اتنے چھوٹے انٹینا سے اتنی دور اتنے صاف پیغام پہنچائے گئے ہوں۔ اور جو سگنل تھے وہ حیرت انگیز طور پر صاف تھے۔ تمام دنیا سے اطلاعیں ملنی شروع ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ سگنل بالکل صاف دکھائی دے رہے ہیں اور یہاں بھی ہم نے ان کو دیکھا بالکل صاف دکھائی دے رہے تھے اگرچہ اس معیار کے نہیں ہیں جس معیار کے اس وقت ہوں گے جب ہمارا بڑا انٹینا یہاں آئے گا اور کام شروع کرے گا۔

تو اس بظاہر ناقص پروگرام کی کامیابی آگے بہت سی خوشخبریوں کی حامل ہے کہ اگر یہ عارضی ناقص انتظام بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس طرح احمدیت کی خدمت پر مامور ہو سکتا ہے تو جو یقیناً بہت بہتر انتظام ابھی زیر عمل ہے، جو ابھی اپنی آخری صورت میں ظاہر نہیں ہوا وہ جب شروع ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بہت ہی شاندار عالمی مواصلاتی نظام جماعت کی خدمت پر مامور ہو جائے گا جس کے بھیجے ہوئے سگنل خواہ وہ صوتی ہوں یا تصویری ہوں بہت صاف اور روشن دکھائی دیں گے۔ یہ وہ آخری منزل تھی لیکن روکوں کی تفصیل میں نے سب نہیں بتائی، مختصر ذکر کیا ہے۔ ایک سال کا سفر ہے۔ ایک سال کی ہر رات کا ایک سال کے ہر دن کا، لیکن اس یقین پر ہم قائم تھے اور اس یقین کو خدا نے ہی ہمارے دل میں ڈالا تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور کوئی صورت پیدا فرمائے گا۔

پس آج وہ مبارک دن ہے کہ میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا کے فضل کے ساتھ جو روکیں تھیں راہ کی وہ اٹھا دی گئی ہیں اور آج کے بعد انشاء اللہ ہمیشہ پہلے سے بڑھ کر روشن تر دن ایم۔ٹی۔اے پر نمودار ہوگا۔ ایم۔ٹی۔اے کے لئے نکلے گا۔

یہ نیا جو پروگرام ہے اس پروگرام کے تابع جب ہم نے رجسٹریشن کروانے کا ارادہ کیا تو عجیب اتفاق ہے کہ ایم۔ٹی۔اے دنیا میں مشہور بھی ہو گئی مگر اس کا پیٹنٹ (Patent) ابھی تک ہم نے نہیں لیا تھا۔ تو پتہ چلا کہ اور بھی کوئی غیر معروف سی کمپنی پہلے سے موجود ہے جو ایم۔ٹی۔اے کے نام پر Patent لئے بیٹھی ہے اور یہ حیرت ہوئی کہ یہ کیا واقعہ ہوا ہے۔ کبھی اس کے سگنل نہیں دیکھے، کبھی اس کی کہانی نہیں سنی اور وہ کمپنی موجود ہے اور اسی نام کا Patent لئے ہوئے ہے۔ تو پھر مشوروں کے بعد یہ طے پایا کہ اس نئے دور کے لئے نام یہی ہوگا کہ MTA International۔ اور اس نام کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب ہمارا نظام Patent ہو گیا ہے اور یہ Sym-bol یعنی MTA International ہمارے لئے محفوظ ہو گیا۔ اور وہ کمی جس کی طرف ہمیں خیال نہیں آیا تھا جو نام میں تھی یعنی International کے لفظ کا فقدان وہ اس وقتی روک نے دور کر دی اور جو صحیح نام جیسا کہ حق تھا، ہونا چاہئے تھا، ہم اس نام تک بھی جا پہنچے۔ پس اب کے بعد سے ایم۔ٹی۔اے انٹرنیشنل ہے۔ "مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل"۔ "مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل؛ زندہ باد" (حضور انور نے تین بار خود یہ نعرہ لگوایا)۔

آپ سب کی آوازیں لاس اینجلز بھی پہنچ رہی ہیں۔ اور آسٹریلیا کے بعض حصوں تک بھی پہنچ رہی ہیں اور پاکستان اور بنگلہ دیش تو ان آوازوں سے گونج رہے ہیں۔ اور

بقیہ صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

توحید کے دائرے میں سب سے بڑا امن ہے

عبادت کو خالص کرنا اور اول المسلمین ہونا ، یہ وہ راز ہے جس سے تمام دنیا کا امن وابستہ ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۹/ مئی ۱۹۹۷ء بمطابق ۹/ ہجرت ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿قُلْ يَاعِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ* قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ* وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ* قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ* قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي* فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ*﴾ (سورہ الزمر آیات ۱۱ تا ۱۶)

یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا بنیادی طور پر اسی مضمون سے تعلق ہے جو گزشتہ چند خطبات میں چل رہا ہے لیکن اس کے مختلف پہلو، مختلف رنگ میں قرآن کریم بیان فرماتا ہے تاکہ سوئے ہوؤں کو جگادے اور مختلف کروٹیں بدل بدل کر ایک مضمون کو سامنے رکھنے سے بسا اوقات سوئی ہوئی طبیعتیں بیدار ہو جاتی ہیں اور وہ چیزیں جو عام طور پر دکھائی دیتے ہوئے بھی دکھائی نہیں دے رہی ہوتیں اچانک نظر کے سامنے ابھر آتی ہیں- پس قرآن کریم نے جو ﴿نفصّل الاٰیٰت﴾ کا مضمون بیان فرمایا ہے اس سے یہی مراد ہے کہ ہر مضمون کو اتنے مختلف پہلوؤں سے کھول کھول کر سامنے رکھا ہے کہ کسی کی نظر کسی نہ کسی پہلو کو تو ضرور پکڑ لے گی- انسانی فطرت میں جتنے بھی اثر قبول کرنے کے رستے ہیں ایک ہی مضمون کو قرآن کریم نے ان سب رستوں کی مناسبت سے بیان فرمایا ہے- اس لئے بعض لوگ جو سمجھتے ہیں کہ تکرار ہے قرآن کریم میں، بہت بے وقوف ہیں کیونکہ کسی ایک جگہ بھی قرآن کریم کے مضمون میں کوئی تکرار ان معنوں میں نہیں کہ مضمون بیان ہو گیا اب کوئی ضرورت نہیں دوبارہ بیان کرنے کی- تکرار کی دو حکمتیں ہیں جو بیک وقت دونوں ہی قرآن کریم کے طرز بیان میں کارفرما ہیں- ایک یہ کہ ایک چیز کو جب بار بار بیان کیا جائے تو وہ بالآخر دل پر اثر کر جاتی ہے ﴿فذكّر ان نّفعتِ الذّكرىٰ﴾- نصیحت کر اور کرتا چلا جا- یقین رکھ کہ بالآخر نصیحت ضرور اثرانداز ہو گی- اور ایک تکرار قرآن کریم کی ایسی ہے جس میں کروٹیں بدلی گئی ہیں اور دیکھنے والے کو بسا اوقات پتہ بھی نہیں چلتا مگر ہر آیت اپنے رنگ میں اپنا مضمون اور اپنا اثر دکھا جاتی ہے اور عمومی طور پر انسان کو یہ نقشہ سمجھ نہیں آتا کہ تکرار کیوں ہو رہی ہے- پس اس پہلو سے جب آپ قرآن کریم کا مطالعہ کیا کریں تو آپ حیرت زدہ رہ جائیں گے کہ قرآن کریم نے کس طرح ہر مضمون کو مختلف رنگ میں بیان فرما کر ہماری فطرت کے ہر دروازے سے مضمون کو داخل فرمایا ہے-

یہ آیت کریمہ جن دروازوں سے ایک پیغام پہنچا رہی ہے وہ ان سے کچھ مختلف ہیں جو میں نے پہلے آپ کے سامنے قرآن ہی کے حوالے سے رکھے تھے- فرمایا ﴿قل یٰعباد الذین امنوا اتقوا اللہ ربکم﴾ کہہ دے اے محمد رسول اللہ یعنی مراد مخاطب رسول اللہ ﷺ ہیں، کہہ دے کہ اے میرے بندو! جو ایمان لے آئے ہو ﴿اتقوا اللہ ربکم﴾ اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو حالانکہ ایمان لانے والوں کی شرط میں تقویٰ داخل تھا- پس عجیب بات ہے کہ مخاطب ایمان لانے والے ہیں اور تقویٰ کی تلقین کی جارہی ہے اور یہ پہلی بار نہیں قرآن کریم نے بارہا اسی طرف توجہ دلائی ہے کہ تمہارا ایمان لانا کافی نہیں ہے باوجود اس کے کہ ایمان خالص ہو- یٰعباد کا مضمون خالص ایمان کے بغیر بیان ہو ہی نہیں سکتا تھا- "یاَیّھا النّاس" نہیں فرمایا ﴿یٰعباد الّذین امنوا﴾ اے میرے بندو! جن کو میں نے اپنے لئے چن لیا ہے پھر بھی تمہیں متوجہ کرتا ہوں کہ یہ کافی نہیں- تقویٰ ایک نہ ختم ہونے والا مضمون ہے ﴿اتقوا اللہ ربکم﴾ تقویٰ کی راہ پر اور آگے بڑھتے رہو- یہ مضمون ہے جو دراصل یہاں پیش نظر ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا ﴿للّذین احسنوا فی ھذہ الدنیا حسنۃ﴾ جو لوگ نیک اعمال بجالائیں گے نیکیاں کریں گے ﴿فی ھذہ الدّنیا حسنہ﴾ کا ترجمہ دو طرح سے کیا جاتا ہے ایک جو رائج ترجمہ ہے وہ یہ ہے کہ جو اس دنیا میں نیکیاں کریں گے حسنہ ان کو اس دنیا میں ملے گی جو آنے والی دنیا ہے اور یہ رائج ترجمہ اس لئے ہے کہ ترجمہ کرنے والوں کے سامنے ایک دقت ہے- وہ سمجھتے ہیں کہ مومنوں کو تو دوسری دنیا کی خوشخبریاں دی جاتی ہیں اور اگر صرف اس دنیا میں ہی حسنہ ملنی ہے تو اس کا فائدہ کیا ہوا پھر- اس لئے اس احتمال سے گھبرا کر ترجمہ کرنے والے یہ ترجمہ کر جاتے ہیں ﴿للّذین احسنوا فی ھذہ الدنیا﴾ جو اس دنیا میں نیک عمل کرتے ہیں ﴿حسنہ﴾ ان کے لئے حسنہ ہے- وہ کب ہے؟ ذکر تو نہیں مگر وہ کہتے ہیں صاف ظاہر ہے کہ اگلی دنیا میں حسنہ کا وعدہ ہے- میرے نزدیک یہ ترجمہ درست ہونے کے باوجود ثانوی حیثیت رکھتا ہے- اولین ترجمہ وہی ہے جو آیت کے ظاہری بیان سے ظاہر و باہر ہے- ﴿للّذین احسنوا فی ھذہ الدنیا﴾ — وہ لوگ جنہوں نے حسن عمل اختیار کیا، اپنی خوبیوں کو اور آگے بڑھایا ان کو حسین تر بنالیا ان کے لئے ﴿فی ھذہ الدنیا﴾- ان سے کوئی مستقبل کا وعدہ نہیں ہے، وہ تو ہے ہی مگر اور رنگ میں- ان کو اگلی دنیا کا انتظار نہیں کرنا پڑے گا اس دنیا میں وہ حسنہ دیکھ لیں گے اور ان کی نیکی کا بدلہ نقد نقد اسی دنیا میں ان کو عطا کیا جائے گا- یہ مضمون بتا رہا ہے کہ خاص قسم کے لوگ پیش نظر ہیں ایک خاص طبقہ ہے نیکی کرنے والوں کا جو اس وقت خدا تعالیٰ کے پیش نظر ہے اور اس مضمون کو اس آیت کا اگلا حصہ کھول رہا ہے یعنی اس طرز بیان کی چابی دراصل ﴿و ارض اللہ واسعۃ﴾ میں ہے-

﴿ارض اللہ واسعۃ﴾ کا مضمون ہجرت سے تعلق رکھتا ہے اور ان آیات کریمہ میں بیک وقت دنیوی ہجرت اور روحانی ہجرت دونوں ہی بیان فرمائی جارہی ہیں- پس صبر کا مضمون بھی ان لوگوں سے تعلق رکھتا ہے جو روحانی ہجرت کرتے ہیں یا جسمانی ہجرت کرنا چاہتے ہیں مگر انہیں ہجرت کرنے دی نہیں جاتی- تمہید کے ساتھ، جب یہ آیات آپ کے سامنے، آگے ترجمے کے ساتھ پیش کی جائیں گی یعنی ابھی جو میں بیان کر رہا ہوں جب ان کا ترجمہ آگے بڑھے گا تو پھر آپ کو صاف دکھائی دینے لگے گا کہ جو میں نے ترجمہ کیا ہے نہ صرف یہ کہ بعینہٖ درست بلکہ بہت برمحل ہے اور واقعۃً یہی مضمون ہے جو قرآن کریم اول طور پر ہمارے سامنے کھولنا چاہتا ہے-

﴿للّذین احسنوا﴾ یہاں قومہ اگر انگریزی کی طرح عربی میں ہوتا تو یہاں قومہ ڈالا جاتا- ﴿للّذین احسنوا﴾ جن لوگوں نے حسن عمل اختیار کیا، جنہوں نے اپنے آپ کو خدا کے حضور مزید خوبصورت کر کے دکھایا ﴿فی ھذہ الدنیا حسنۃ﴾ اسی دنیا میں ان کو خوبصورتی کی جزاء خوبصورتی کے ساتھ دی جائے گی ﴿و ارض اللہ واسعۃ﴾ اور اللہ کی زمین بہت وسیع ہے- اگر ہجرت کا مضمون نہ ہو اور نیکیوں کا تعلق خصوصیت کے ساتھ ہجرت کے ساتھ نہ ہو یا ان حالات سے نہ ہو جن حالات میں ہجرت کی مجبوری در پیش آتی ہے تو ﴿ارض اللہ واسعۃ﴾ کہنے کا کیا موقع تھا یہاں-

﴿انما یوفی الصّٰبرون اجرھم بغیر حساب﴾ صاف پتہ چلا کہ کوئی صبر کا مضمون ہے، بہت تکلیف کا مضمون ہے- اور جب تکلیف دہ حالات ہیں اس وقت اگر انسان نیکی کرتا ہے تو اگلی دنیا کا وعدہ کوئی دل کو تسلی نہیں دیتا لازماً اس دنیا میں ان کو تسلی ملنی چاہئے اور اس دنیا کی جزاء کا وعدہ صبر کے ساتھ ان لوگوں کے ساتھ جو نہایت مخالف حالات میں نیکیوں سے چمٹے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی خاطر تکلیفیں برداشت کرتے چلے جاتے ہیں، ان کے ساتھ اس دنیا کا وعدہ ایک لازمہ ہے جو قرآن کریم کا ایک دستور ہے- چنانچہ وہ آیات جو

آپ کے سامنے کئی دفعہ پڑھی جاتی ہیں اور میں اس پر بعض خطبات بھی دے چکا ہوں۔

﴿ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا و لا تحزنوا و ابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون﴾ یہ جو وعدہ ہے یہ آخرت کا وعدہ ہے مگر ﴿نحن اولیؤکم فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرۃ﴾ مستقبل کا وعدہ نہیں رکھا گیا صرف۔ فرشتے یہ کہتے ہوئے ایسے صبر کرنے والے بندوں پر نازل ہوتے ہیں جو استقامت دکھاتے ہیں، استقامت اور صبر ایک ہی مضمون کے دو اظہار بیان ہیں۔ کہتے ہیں ہم اب اس دنیا میں بھیجے گئے ہیں تمہارے ساتھ رہنے کے لئے۔ تمہیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑیں گے ﴿فی ھذہ الدنیا و فی الآخرۃ﴾۔ آخرت میں بھی ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔

پس دنیا میں تسلی دلانا ان لوگوں کے لئے جو دکھوں میں مبتلا ہوں بہت سے امتحانات درپیش ہوں مگر وہ باتوں میں صبر اختیار کریں۔ اپنے اقرار کو جو خدا سے کئے ہیں ان کو نہ بھولیں، اپنے وعدوں کو پورا کریں اور چاہے دنیا ان پر مصیبتیں توڑتی پھرے وہ اپنے عہد بیعت پر قائم رہیں یعنی اللہ تعالیٰ سے جو بیعت کرتے ہیں اس پر استقامت اختیار کریں۔ یہ لفظ استقامت ان دوسری آیات میں بیان فرمایا گیا جو میں نے پڑھ کے سنائی ہیں اور یہ جو آیات جن کا میں ترجمہ کر رہا ہوں ان میں صبر کے ذریعے اس مضمون کو کھولا گیا ہے۔ اور ہجرت کے ساتھ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے صبر کے ساتھ اور ان حالات کے ساتھ ہجرت کا ایک تعلق ہے اور ہجرت کے ضمن میں اللہ تعالیٰ "اللہ کی زمین وسیع ہے" کی خوشخبریاں ضرور دیتا ہے۔

ایک دوسرے موقع پر ان لوگوں کے لئے جو ہجرت نہیں کرتے اور یہ بہانہ رکھتے ہیں کہ ہم مجبور ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو متنبہ فرماتا ہے، کہتا ہے مجبور کیسے ہوگئے۔ کیا زمین اللہ کی وسیع نہیں تھی۔ ایسے موقع پر تمہیں ہجرت کر جانا چاہئے تھا۔ پس یہ تین مضمون، دنیا کی مصیبتوں کا نازل ہونا، خدا کے رستے سے ہٹانے کے لئے انسان کو تکلیفیں دے کر مجبور کرنا اور اس کے نتیجے میں یا ہجرت کرنا یا صبر کرنا یہ وہ مضامین ہیں جو ایک اور انداز میں، نئے پہلو کے ساتھ یہ آیات ہمارے سامنے کھول رہی ہیں۔

یہ جو اعتراض اٹھتا تھا یا بعض لوگوں کے ذہن میں ہے جس کی وجہ سے وہ ترجمہ میں آخرت کا وعدہ سمجھتے ہیں، ذہن میں یہ اعتراض اٹھتا ہے کہ اگر صرف دنیا میں حسنہ کے لفظ کے بیان کو پیش نظر رکھے تو یوں معلوم ہوتا ہے گویا آخرت کا وعدہ دیا ہی نہیں جا رہا مگر اسی آیت نے ختم ہونے سے پہلے پہلے وہ وعدہ کر بھی دیا۔ ﴿انما یوفی الصٰبرون اجرھم بغیر حساب﴾ یہ نہ سمجھ لینا کہ دنیا کی حسنہ دے کر تمہارا حساب چکا دیا جائے گا۔ جو صبر کرنے والے ہیں ان کا اجر بغیر حساب ہے۔ اب یہ بھی بہت ہی اہم مضمون ہے صبر کرنے والوں کا اجر بغیر حساب۔ صبر انسان جن تکلیفوں پر کرتا ہے اگر وفا کے ساتھ آخر دم تک قائم رہے تب وہ صبر کہلائے گا ورنہ نہیں۔ تو جب مرتے دم تک وہ باز نہیں آئے خدا سے وفا کرنے سے، جب وہ نیک اعمال سے پیچھے نہیں ہٹے تو ان کا مرنا ان کے اختیار میں تو نہیں ہے وہ زندگی اگر چلتی چلی جاتی تو ہمیشہ وہ صبر ہی کی حالت میں قائم رہتے۔ پس جب خدا نے فیصلہ فرمایا کہ ان کی زندگی منقطع کی جائے تو عملاً یہ بھی فیصلہ کر دیا کہ ہم نے تمہیں آزما لیا، تم واقعی صابر بندے ہو۔ اگر تمہیں ہزار سال بھی ملتے تو اسی طرح تم رہتے اس لئے اب ہم تمہیں واپس بلاتے ہیں۔ تمہارے امتحان کا دور ختم ہوا لیکن جزا کا دور لامتناہی ہے کیونکہ تمہاری وفا سے پتہ چلتا ہے کہ تم ان نیکیوں پہ دوام اختیار کر چکے تھے۔ صبر نے تمہیں ایک ایسی ہمیشگی کی زندگی عطا کر دی تھی جو خدا کی نظر میں ہے اس لئے نہ مرتے تب بھی تم اسی طرح زندہ رہتے جس طرح اب ہو۔ یہ فتویٰ ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسے لوگوں کے حق میں کہ ان کو بلایا اس وقت جاتا ہے جب ان کی نیکیوں میں ایک دوام پیدا ہو جاتا ہے۔ فتویٰ یہ ہے کہ خدا نے ان کو قبول فرمایا اور اب تمہیں اس کی لامتناہی جزا دی جائے گی۔

پس ﴿اجرھم بغیر حساب﴾ کا یہ موقع ہے یہاں۔ یعنی دنیا کی حسنہ تو تسلی کی خاطر ہے، وہ بے چارے یہ نہ سمجھیں کہ مرنے کے بعد ہی اب ہمیں امن نصیب ہوگا۔ فرمایا نہیں ہم تمہیں دنیا ہی میں حسنہ دے دیں گے۔ اب یہ مضمون بظاہر اس مضمون سے کچھ ٹکراتا ہے جو میں نے ابھی بیان کیا کہ آخر دم تک صبر کیا اس لئے خدا تعالیٰ نے لامتناہی جزا دی لیکن جب دنیا میں حسنہ دے دی تو پھر آخر دم تک صبر کا کیا موقع رہا۔ یہ مضمون بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں ان کے صبر کا امتحان لے کر ان کی زندگی ہی میں یہ فیصلہ فرما دیا کرتا ہے کہ تم پاس ہوگئے ہو۔ اگر یہ فیصلہ زندگی میں نہ فرمایا ہوتا تو دنیا سے حسنہ شروع نہ ہوتی۔

چنانچہ اس کی تائید میں جو میں نے آیات پڑھی ہیں ان میں یہی مضمون ہے۔ فرشتے جو نازل ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں ﴿نحن اولیؤکم فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرۃ وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون﴾ اس دنیا میں ہم جب تمہارے پاس آ گئے ہیں اور نہیں چھوڑیں گے تو اب جنت کے متعلق تمہیں کیسے وہم ہو سکتا ہے کہ نہیں ملے گی۔ لوگوں کے لئے تو مرنے کے بعد کی جنت ہے تمہارے لئے تو شروع ہوگئی۔ ہم اس دنیا میں تمہارے ساتھ رہ کر ہمیشہ تمہاری حفاظت کرنے کے لئے مامور کر دیئے گئے ہیں۔ تو حسنہ دنیا سے شروع ہوئی ہے اور یہ اعلان کر رہی ہے یہ حسنہ کہ تمہارا امتحان مرنے سے پہلے ہی مکمل ہوگیا۔

مرنے سے پہلے ہی ہم تمہارے پاس ہونے کا اعلان کر رہے ہیں، خوشخبری ہو تمہیں کہ خدا کے حضور تم کامیاب ٹھہرے ہو۔ اب موت تو ایک ضمنی سی بات ہے جب آئے، آ جائے گی مگر تمہارا عرصہ امتحان نتیجے کے ساتھ ختم ہو گیا۔ اور جب عرصہ امتحان ختم ہوا تو حسنہ شروع ہو جاتی ہے جو ایک طبعی بات ہے۔ پس یہ دونوں آیات جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا الگ الگ پہلو سے ایک بات پیش کر رہی ہیں۔ "تصریف الآیات" کا ایک عجیب مضمون ہے۔ کس طرح پہلو بدل بدل کر ایک چیز دکھائی جا رہی ہے اور بات وہی ہے لیکن اس کے حسین رنگ مختلف صورت میں انسان کی نظر کے سامنے ابھرتے ہیں۔

﴿قل انی امرت ان اعبداللہ مخلصاً لہ الدین﴾۔ جو صبر کا دوسرا اور اعلیٰ معنی ہے وہ روحانی صبر ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس مضمون کو بڑی وضاحت کے ساتھ کھولا ہے کہ اصل صبر وہ ہے جو انسان نیکیوں پر صبر کر جائے۔ اور دنیا کی مصیبتوں کے وقت بھی در اصل صبر کا یہی معنی ہے جو اولیت رکھتا ہے۔ محض صبر کر جانا تو اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں۔ ایک شخص مجبور ہے اس کو پولیس مار مار کر ہلاک کر دیتی ہے، اس کو اتنا عذاب دیتی ہے کہ وہ ان دکھوں میں مر جاتا ہے اور جو اقرار نکلوانا چاہتی ہے اس کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ میرے پاس وہ اقرار ہے بھی کہ نہیں یا جس جرم کا اقرار کروانا چاہتی ہے بعض دفعہ جرم کا بے چارے کو پتہ ہی نہیں ہوتا۔ تو آپ کہہ سکتے ہیں بڑا صبر کیا ہے اس نے۔ کہہ سکتے ہیں! ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ وہ تو بے چارہ بے اختیار ہے، مجبور ہے، ظالموں کے پنجے میں جو لوگ آ جائیں ان کے ساتھ اس طرح ہوتا رہتا ہے مگر خدا کی خاطر نہ انہوں نے پہلے زندگی بسر کی تھی نہ اس ظلم کا شکار خدا کی خاطر بنائے گئے، نہ کوئی صبر کا موقع تھا اس لئے صبر کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ مگر وہ احمدی جو پولیس کی حراست میں ذلیل کئے گئے، رسوا کئے گئے، ان کو جوتیوں سے مارا گیا، ان کو الٹا لٹکایا گیا اور وہ اس بات پر قائم رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں تم جو چاہو کر لو۔ نہ لا الہ الا اللہ کا انکار ہوگا، نہ مسیح موعود کا انکار ہوگا۔ یہ وہ صبر کا مضمون ہے جو دنیا میں دکھوں کے صبر کے ساتھ نیکیوں کے صبر کے ساتھ مل گیا ہے گویا دو الگ الگ باتیں نہ رہیں۔ پس جس صبر کی خدا تعریف فرما رہا ہے اس میں نیکیوں پر صبر ہونا ایک لازمی حصہ ہے اس کا۔ اس صبر کی سرشت میں داخل ہے۔ محض صبر کوئی چیز نہیں۔ **اللہ کی خاطر صبر ہو تو ضرور نیکیوں پر صبر ہوگا، حق پر صبر ہوگا اور اس کے متعلق وعدہ ہے کہ جب یہ صبر کرو گے تو دنیا میں بھی تمہارا کامیابی کا اعلان کر دیا جائے گا اور تم سے نیک سلوک اس دنیا میں شروع ہو جائے گا اور جو بعد میں آنے والا ہے اس کا تو حساب ہی کوئی نہیں۔**

اس لئے فرمایا ﴿قل انی امرت ان اعبداللہ مخلصاً لہ الدین﴾ تو کہہ دے کہ مجھے تو عبادتوں پر استقلال کرنے اور ہمیشہ ان پر قائم رہنے اور محض اللہ کے لئے خالص رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ کا صبر، چونکہ صبر ہی کا مضمون چل رہا ہے وہ عبادتوں پر صبر کا مضمون ہے اور ایسی عبادتوں پر صبر جو اپنے خلوص کے لحاظ سے کامل ہو چکی ہوں ان سے بہتر عبادت کا تصور ممکن نہ ہو۔ ﴿اعبداللہ مخلصاً لہ الدین﴾ دین کو بس اسی کے لئے خالص کر دوں۔ پس حقیقی توبہ کا بھی اس عبادت سے تعلق ہے اور حقیقی توبہ کا بھی صبر سے تعلق ہے، صبر کے دونوں معنوں سے تعلق ہے۔

دشمن یا شیطان تکلیف دے کر یا سبز باغ دکھا کر آپ کو نیکیوں سے ہٹانے کی کوشش کرے اور برائیوں کی طرف بلائے اور آپ نیکیوں کے ساتھ چمٹے رہیں اور برائیوں کی طرف منہ نہ کریں تو یہ صبر کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے جس کے نتیجہ میں آپ کی عبادت خالص ہوتی ہے۔ اگر یہ صبر نہ ہو تو عبادت خالص ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ عبادت کا ایک معنی جھک جانا ہے۔ کسی اور کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے۔ تو آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر تم نے عبادت کے راز مجھ سے سیکھنے ہیں اور مجھ ہی سے سیکھو گے تو مجھے تو خدا کا یہ حکم ہے کہ اپنی عبادت کو اللہ کے لئے خالص کر لوں جس کا مطلب ہے کہ ایک شائبہ بھی کسی اور چیز کی تمنا کا میری عبادت میں دخل نہ دے سکے، ایک شائبہ بھی کسی اور چیز کے خوف کا میری عبادت میں دخل نہ دے

Earlsfield Properties
Landlords & Landladies
Guaranteed rent
Your properties are urgently required.
Tel : 0181-265-6000

سکے، توحید خالص اس عبادت کا نام ہے-

پس فرمایا کہ مجھے تو توحیدِ خالص کا حکم دیا گیا ہے-ایسی عبادت کروں جس میں کسی غیر کے خیال کا، تصور کا، خواہ وہ حرص کے ساتھ ہو، خواہ وہ خوف کے ساتھ ہو شائبہ تک بھی نہ ہو-﴿امرت لان اکون اول المسلمین﴾ اور اس مضمون میں مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی سے پیچھے نہیں رہنا- جتنے دنیا میں انبیاء آئے ہیں سب یہی کام کیا کرتے تھے مگر اے محمدؐ! تو سب سے بعد میں آیا ہے اور سب سے آگے بڑھ جانے کا حکم تجھے دیا گیا ہے، رکنا نہیں اس رستے پر یہاں تک کہ اول المسلمین ہونے کا تیرا اعلان نہ ہو- پس یہ کتنا عظیم الشان مضمون ہے-ایک ایسے مضمون کو جو عامۃ الناس سے، ان نیک مسلمانوں سے تعلق رکھتا ہے جو دکھ دیئے گئے، جو آزمائے گئے اس کو کس طرح خدا نے سمیٹتے ہوئے، بڑھاتے ہوئے آنحضرت ﷺ پر منتج کر دیا اور اسلام کی ایک وہ تعریف کر دی ہے جو سب سے اعلیٰ تعریف ہے کیونکہ عبادتِ خالص ہی اسلام کا دوسرا نام ہے-

خالص عبادت کا مطلب ہی اسلام ہے یعنی سوائے خدا کے کسی کے سامنے سر نہ جھکانا، خدا کے سوا کسی کے حضور اپنے آپ کو سپرد نہ کرنا یہ اسلام ہے

-تو عبادت اور اسلام کا جو گہرا تعلق ہے وہ ظاہر فرمایا گیا ہے ان آیات میں-﴿و امرت لان اکون اول المسلمین﴾ یہ کوئی نیا حکم نہیں ہے-عبادت خالص کرنے کے مضمون کو اپنے منتہیٰ تک پہنچا دیا گیا ہے- کہہ دو کہ ایسی خالص عبادت کا حکم دیا گیا ہے کہ کبھی دنیا میں کسی عبادت کرنے والے نے تیری خالص عبادت کا ایسا حق ادا نہ کیا ہو-نہ ابراہیمؑ کو توفیق ملی ہو کہ میری طرح عبادت کر کے دکھائے، نہ موسیٰ کو ملی ہو، نہ اس سے پہلے انبیاء کو نہ بعد کے- پس مجھے اول آنے کا حکم دیا گیا ہے اور اول آ کے آپ نے دکھا دیا- عبادت کے وہ طریقے اختیار کئے وہ سلوک اختیار فرمائے اور ہمیں سب کچھ وہ سکھایا اس تفصیل کے ساتھ کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے-کوئی بھی اپنی عبادت کے خلوص کا طریقہ ایسا نہیں رکھا جو اپنے لئے چھپا کے رکھا ہو- ایک ایک اسلوب پوری وضاحت کے ساتھ ہم پر کھولا ہے- پس آنحضرت ﷺ کی احادیث کا جو عبادت سے تعلق رکھتی ہیں مطالعہ کریں تو ایک بھی ایسی چیز نہیں ہے جو ہم پر مخفی رکھی گئی ہو- پس آنحضرت ﷺ وہ معلم نہیں ہیں جو اپنی بڑائی کی خاطر، اپنی امتیازی شان کی خاطر بعض چیزیں نہیں بتایا کرتے اور دنیا کے جتنے سائنسدان ہیں ان میں بھی یہ بیماری ہے- کسی حد تک وہ بعض سائنسی مضمونوں کو خوب کھول کر بیان کرتے ہیں لیکن وہ نکات جن کا دولت کمانے سے تعلق ہے جہاں سائنس دولت میں تبدیل ہوتی ہے وہ اپنے لئے بچا کے رکھ لیتے ہیں اس ٹیکنالوجی کا علم ہی نہیں ہونے دیتے-اور باوجود اس کے کہ دنیا اتنی ترقی کر چکی ہے بعض چھوٹے چھوٹے راز ہیں جو آج تک دنیا کو معلوم نہیں ہو سکے- جن کو معلوم ہیں انہوں نے اپنے پاس سنبھال کے رکھے ہوئے ہیں اور باوجود انتہائی ترقی کے دوسرے وہ راز معلوم کر ہی نہیں سکتے- بعض چھوٹی چھوٹی باتیں مثلاً چاکلیٹ بنانے کا طریقہ ہے اس کا جو چاکلیٹ کا جو مزہ آپ لیتے ہیں، وہ مختلف کمپنیوں کے مزے مختلف ہوتے ہیں، لیکن بنیادی طور پر جو چاکلیٹ بنانے کا طریقہ ہے کہ ایسی چیز جو "کوکو" کو اس طرح تبدیل کر دے ایک خاص درجہ حرارت پر پگھلے اور اس میں یہ نرمی ہو اس کے مزے میں، اس کی لس میں یہ دنیا کی صرف دو کمپنیاں ہیں جن کو پتہ ہے اور ساری دنیا کی چاکلیٹ کی کمپنیاں مجبور ہیں ان سے خریدنے پر اور ہزار کوششیں کرتی ہیں مگر وہ بات بنتی نہیں- BASIC چاکلیٹ جو بنیاد ہے جس سے آگے بنتے ہیں وہ سارے انہی کمپنیوں سے خریدے جاتے ہیں- اس طرح اور بھی کئی ایسی چیزیں ہیں جو بعض کمپنیوں کی اجارہ داری بنی ہوئی ہے- پیٹنٹ کی وجہ سے نہیں، علم کو اتنا انہوں نے چھپا کے رکھا ہے کہ اور کوئی اس علم کا واقف ہی نہیں اس لئے بالکل مجبوری ہے- بہت سی ایسی باتیں ہیں آپ کو بتائی جائیں تو آپ حیران ہوں گے یہ چھوٹی سی چیزیں بھی دنیا کو نہیں پتہ لگ سکیں- مگر کچھ ایسے راز ہیں جو معلوم ہو گئے اور پھر انہوں نے دنیا کو نہیں بتائے-

مگر انبیاء اور طرح کی مخلوق ہیں-انبیاء کو جتنا بڑا راز ترقی کا معلوم ہوا اتنا ہی زور کے ساتھ وہ کھولتے اور دنیا کو سناتے ہیں- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی ایک یہ بھی دلیل ہے کوئی بھی راز جس سے انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکے جس سے عرفان حاصل ہو سکے اپنی ذات کے لئے چھپا کے نہیں رکھا بلکہ جتنا پتہ چلا اتنا ہی بلند آواز سے اعلان کیا ہے- بے قراری پائی جاتی ہے، بے انتہا دکھ محسوس کرتے ہیں کہ کیوں نہیں دنیا سمجھ رہی- میرے پاس وہ خزانہ ہے جس خزانے کا کوئی مقابلہ ہی نہیں جس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں مل سکتی وہ میں بانٹ رہا ہوں اور لوگ نہیں لے رہے-

تو آنحضرت ﷺ نے ایک بھی راز ترقی کا ایسا نہیں جسے اپنے لئے بچا رکھا ہو یا اپنے خاندان کے لئے بچا لیا ہو یا اپنے صحابہ اور عربوں کے لئے بچایا ہو- تمام دنیا پر اور سارے راز ہمیشہ کے لئے کھول دیئے ہیں اور ساتھ اعلان کیا ہے کہ فلیبلغ الشاھد الغائب کہ جو جو بھی یہ باتیں سنے اس کو میرا حکم ہے کہ آگے لوگوں تک پہنچاتا چلا جائے ایک ایسا اعلان ہے جو ہمیشہ جاری و ساری رہے- پس آنحضرت ﷺ نے جس عبادت کا حکم اللہ سے پایا اس عبادت کو درجہ معراج تک پہنچا دیا-ایک معراج اس دنیا میں نصیب ہوا کرتا ہے نیکیوں کا، اور میرا ایمان ہے اور ایک ذرہ بھی مجھے اس میں شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے معراج کا ان نیکیوں کے معراج سے تعلق ہے-

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے وجہ ہی عطا ہو گئی ہے- کوئی عطا خدا کی طرف سے بے وجہ نہیں ہوا کرتی- موہبت تو ہے لیکن موہبت پہلے اس طرح ہوتی ہے کہ کسی کو نیکی کی توفیق ملتی ہے پھر اسے اجر کی وجہ بنا دیا جاتا ہے- تو آنحضرت ﷺ کی موہبت آپؐ کی پاک اور بے داغ فطرت میں تھی-لیکن اللہ تعالیٰ کے انصاف کا عجیب مضمون ہے کہ ہر بچے کو بے داغ فطرت والا بتایا- پس اس پہلو سے ہر شخص خدا ہی سے پاتا ہے تو پھر اسے ترقی نصیب ہوتی ہے مگر بعض لوگوں نے جو کچھ پایا اس کی پائی پائی کا حساب خدا کو دیتے ہیں اور جب وہ پائی پائی کا حساب دیتے ہیں تو پھر ایک موہبت کا نیا مضمون شروع ہو جاتا ہے- پھر اللہ تعالیٰ کی عطا اس طرح نازل ہوتی ہے کہ حساب تو پائی پائی کا لیا لیکن دیا بے حساب- پھر اس کے بعد جو عنایات ہیں وہ لامتناہی ہو جاتی ہیں-

پس آنحضرت ﷺ کا معراج اس دنیا میں ہر نیکی کا معراج تھا

-کوئی ایک بھی ایسی نیکی نہیں جو انسان سوچ سکتا ہے جس میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے تمام بنی نوع انسان، تمام انبیاء کو پیچھے نہ چھوڑ دیا ہو-اگر یہ میری بات درست نہ ہو تو پھر رسول اللہ ﷺ کو اس معراج کا حق ہی کوئی نہیں کہ سارے انبیاء پیچھے رہ جاتے ہیں، جبرائیل بھی پیچھے رہ جاتے ہیں، اکیلے ہی آپ رفعتوں کے آسمان پر خدا کا ایسا قرب حاصل کرتے ہیں کہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوتا- پس میں تو اس عقیدے پر سو فیصد قائم ہوں کہ محمد رسول اللہ کا معراج، آپؐ کی عبادتوں کا معراج اس دنیا میں ہوا ہے- محمد رسول اللہ کا معراج ہر نیکی کا معراج تھا جس نے اجتماعی صورت اس معراج کی اختیار فرمائی جس پہ خدا تعالیٰ کی طرف سے سب دنیا کو بتا دیا گیا کہ اس سے آگے خدا کے قریب تر کبھی کوئی انسان کبھی کوئی مخلوق نہیں پہنچی-اتنی بڑی نعمت اور ہمیں اس میں شامل فرما لیا ہے سب پر برابر کھول دی گئی ہے-

یہ جو اعلان کیا کہ ﴿قل﴾ تو یہ مراد نہیں کہ اعلان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ بس اب میں ہی ہوں جو ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤں گا-اس اعلان کے ساتھ دوسرے اعلانات بھی ہیں جس میں بتایا گیا ہے کہ جو جو ترقیاں میں نے حاصل کیں، راز میں تمہیں بتا دیتا ہوں آؤ اور دوڑ دیکھو ان میدانوں میں- جس میں جتنی ہمت ہے اس ہمت کے مطابق اسے ضرور جزا دی جائے گی ﴿قل انّما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی﴾ اعلان کر دے کہ میں بشر ہوں اور ان معنوں میں تم جیسا ہوں کہ بنیادی صلاحیتوں کے لحاظ سے جو صلاحیتیں تمہیں ملی ہیں، پاک فطرت لے کر تم پیدا ہوئے ہو وہی صلاحیتیں مجھے بھی ملی تھیں-لیکن ان صلاحیتوں کو میں نے چمکایا ہے، ان تمام تر صلاحیتوں کو خدا کے حضور پیش کر دیا، اس کے سپرد کر دیا، یہی اسلام ہے اور نتیجہ کیا نکلا کہ ﴿یوحیٰ الیّ﴾ مجھ پر وحی کی جاتی ہے ﴿انما الٰھکم الله واحد﴾ یہ مجھے وحی کی جا رہی ہے کہ خدا ایک ہے اس کے سوا اور کوئی خدا نہیں-

اب بشر کے بعد اس وحی کا کیا تعلق ہے- خدا ایک ہے اس لئے ہے کہ بشر اگرچہ بے شمار ہیں لیکن بشر اصل میں توحید سے بشر بنتا ہے اور جب تک خدا کی توحید کے ذریعے اپنے اندر خدا کی وحدت پیدا نہ کریں ہر غیر اللہ کا تصور نکال کے، نوچ کر باہر نہ پھینک دیں اس وقت تک حقیقی معنوں میں "البشر" نہیں بن سکتے تو

SATELLITE WAREHOUSE

Muslim TV AHMADIYYA

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

S.M. SATELITE LIMITED
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

فرمایا میں بھی تو بظاہر تم جیسا ہی بشر ہوں لیکن مجھ پر وحی کی جا رہی ہے ﴿انما الھکم الہ واحد﴾ کہ تمہارا سب کا خدا ایک خدا ہے۔ اور بشریت بھی ایک ہے خدا بھی ایک ہے مگر اس کو ملے گا جو خدا کی وحدت کو اپنا لباس، اپنا اوڑھنا بچھونا، اپنے وجود کا ایک نہ ٹوٹنے والا حصہ بنا لے گا، اپنے مزاج میں داخل کر لے گا، اپنے خون میں اسے سرایت کرے گا اپنی فطرت خدا کی وحدت کے مطابق ڈھالے گا جو پہلے ہی ڈھلی ہوئی ہے مگر از سر نو اسے صیقل کرے گا ان صفات سے جو توحید باری تعالیٰ کے نتیجے میں لازماً انسان میں پیدا ہونی چاہئیں۔ یہ کیسے پیدا ہو سکتی ہیں؟ تبھی پیدا ہو سکتی ہیں جب خدا نے جتنی بھی آپ کو صفات عطا فرمائی ہیں ان سب کا رخ ایک طرف ہو جائے ورنہ صفات تو بہت سی ہیں وہ ایک ہو ہی نہیں سکتیں جب تک ایک نقطے پر ارتکاز نہ کر جائیں۔ روشنی کی شعاعیں کتنی ہی پھیلی ہوئی ہوں اگر لیزر کی طرح ان کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا جائے، ایک نقطے پر اکٹھا کر دیا جائے تو ان میں غیر معمولی طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور جتنا زیادہ ارتکاز صحیح ہو گا اتنی ہی غیر معمولی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ سورج کی روشنی کو عدسی شیشے سے آپ ایک جگہ مرتکز کر کے دیکھیں تو سردیوں کی ٹھنڈی دھوپ بھی اس کاغذ کے ایک حصے کو جہاں شعاعیں مرتکز ہوئی ہیں ایک دم آگ لگا دیتی ہیں اور پھیلی ہوئی دھوپ کا آپ کو پتہ ہی نہیں تھا کہ اس میں کیا طاقت ہے۔

پس بشریت کی طاقت کا راز بتایا گیا ہے اس میں۔ فرمایا ﴿ انّما انا بشر مثلکم﴾ میں تمہاری طرح بشر ہوں مگر ایک فرق پڑ گیا ہے ﴿یوحٰی الیّ انّما الھکم الہ واحد﴾ مسلسل خدا تعالیٰ مجھے توحید کی طرف متوجہ رکھ رہا ہے، توجہ دلاتا چلا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں مجھے توحید خالص کی ساری برکتیں عطا ہوئی ہیں۔ اور مسلسل توجہ دلانے کا مطلب یہ ہے کہ میری تمام تر صفات جب بھی جلوہ دکھاتی ہیں اللہ کی طرف رخ کر کے وہ جلوہ دکھاتی ہیں۔ پس جب وہ خدا کی ذات میں مرتکز ہو جاتی ہیں تو ایک غیر معمولی طاقت ان سے پیدا ہوتی ہے۔ بشر سے نور بن جاتا ہے اور محمدؐ رسول اللہ کا بشر ہوتے ہوئے نور ہونا یہی معنے رکھتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فرمایا بہت بڑا اعلان ہے مگر گھبرانے کی بات نہیں ﴿فمن کان یرجوا لقآء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً و لا یشرک بعبادۃ ربہ احداً﴾۔ تمہیں بھی شوق پیدا ہوا ہے کہ ہم بھی ایسا بن کے دکھائیں تو تمہارے اندر بھی صلاحیتیں رکھی گئی ہیں۔ ورنہ ﴿ انّما انا بشر مثلکم﴾ کا دعویٰ جھوٹا ہوتا۔ پس آؤ اور خوف زدہ ہو کر پیچھے نہ رہ جاؤ۔ کم ہمتی نہ دکھاؤ، انہی راہوں پہ آگے بڑھو جن راہوں پہ میں نے آگے بڑھ کر دکھا دیا ہے کہ بشر ہوتے ہوئے انسان اللہ کا اتنا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ پس جو چیز اتنی عظیم الشان ہے اسے محمد رسول اللہ نے COMMON PLACE بنا کے دکھایا ہے۔ میں بھی تو بشر ہوں میں نے یہ سب کچھ حاصل کیا ہے کہ نہیں۔ جب کر لیا ہے تو تم کیوں گھبراتے ہو، تم کیوں آگے نہیں بڑھتے۔ وہی کام جو میں نے کئے ہیں تم بھی کرو۔ نیکیوں میں ترقی کرو لیکن ہر نیکی خدا ہی کی طرف رخ رکھے ﴿فمن کان یرجوا لقآء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً و لا یشرک بعبادۃ ربہ احداً﴾ وہی توحید خالص کا مضمون ایک اور رنگ میں پھر آخر پر کھول کے جہاں سے آغاز ہوا تھا وہیں پہ اس بات کو ختم کیا گیا کہ ہر ترقی کی جان توحید ہے۔ اور توحید کے لئے ایک ایک صفت کو اس کی طرف موڑنا ہو گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ بعض طاقتیں تمہاری کسی اور طرف مونہہ کر رہی ہوں بعض اور طرف مونہہ کر رہی ہوں اور پھر تمہیں وہ عظیم الشان کامیابیاں نصیب ہو جائیں جو آنحضرت ﷺ نے حاصل فرمائیں۔

انتشارِ توجہ سب سے زیادہ مہلک چیز ہے جو انسان کو ہر ترقی سے محروم کرتی ہے۔ اور انتشارِ توجہ کا مضمون ہے جو یہاں شرک کے حوالے سے بیان فرمایا گیا ہے جس سے روکا گیا ہے۔ فرمایا تمہاری صلاحیتیں بہت عظیم الشان ہو کر ابھریں گی لیکن ان کا انتشار نہیں ہونے دینا، ان کا رخ خدا کی طرف رکھنا ہے۔ پھر توحید کامل کی برکت سے یہ طاقتیں جب ایک مرکز پر اکٹھی ہوں گی تو ان سے اتنی حیرت انگیز طاقت ابھرے گی کہ تم اس کا اس سے پہلے تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اور لیزر نے ہمیں یہ دکھا دیا ہے۔ لیزر مادی دنیا میں توحید ہی کا دوسرا نام ہے یا توحید کی طرف توجہ مرتکز کرنے کا ایک دوسرا نام ہے۔ وہ شعاعیں جو مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں لیزر ان کے رخ موڑنے کا نام ہے۔ ساری ریڈیائی طاقتیں، لہریں، ہر قسم کی چیزیں جب ایک خاص نقطے پر اکٹھی کر دی جائیں تو وہاں اتنی بڑی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ حسابی طور پر عام آدمی کو بیان بھی نہیں کیا جا سکتا کہ کتنی بڑی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیزر کی طاقت کو اب یہ آگے بڑھا رہے ہیں اور ایسا نظام دفاع تجویز ہو چکا ہے بلکہ ایک محدود پیمانے پر اس کی کامیابی بھی ہو چکی ہے کہ بڑے سے بڑے طاقتور جہاز کو جو نیوکلیئر ہتھیار لے کر آ رہا ہو امریکہ کی طرف مثلاً، اس کو لیزر کے ذریعے فضا میں اس طرح اڑا دیں گے کہ آناً فاناً وہ پھٹ کے پارہ پارہ ہو جائے گا کیونکہ لیزر کی شعاع اس پر پڑتے ہی اتنی بڑی طاقت کا ارتکاز ہوتا ہے وہاں کہ اسے دنیا کی مادی چیز برداشت کر ہی نہیں سکتی۔ ایک دم دھماکے کے ساتھ وہ ہوا ہی میں تحلیل ہو کر ایسا پھیل جائے گا کہ اس کا گرد و غبار اکٹھا کرنا بھی ممکن نہیں رہے گا۔ یہ لیزر کی طاقت ہے جو توحید کا ہی کرشمہ ہے۔ یعنی تمہیں خدا تعالیٰ نے بے شمار صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں کوئی صلاحیت تم نے دنیا طلبی میں اس جگہ اپنی ضائع کر دی، کوئی اس جگہ ضائع کر دی۔ کچھ موقعوں پر تم نے دنیا کی حکومتوں کے سامنے سر جھکا دیئے، کچھ مواقع پر امیر لوگوں کے سامنے سر جھکا دیئے، کہیں قومی طاقتوں کے سامنے سر جھکا دیئے، کہیں نفس کی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے سیاست میں ترقی کرنے کے لئے اپنی صلاحیتوں کے سودے کر لئے۔ تو انسان پر آپ نظر ڈالیں وہ تو بکھرا ہوا انسان ہے۔ یہی سب سے بڑا انسان کی تباہی کا موجب بنا ہوا ہے۔ اس ایک فقرے میں ساری انسانی ہلاکتوں کا راز آپ کے سامنے کھل جاتا ہے۔ انسان بکھرا ہوا ہے اس کی صلاحیتوں کو ایک رخ میسر ہی نہیں اور کبھی کوئی رخ میسر ہوتا ہے تو بدی کی طرف ہوتا ہے شیطان کی طرف ہوتا ہے۔ پس یا خدا کے بندے ہیں وہ جتنا خالص ہوں اتنا ہی ان کے ساتھ سلام کا تعلق ہوتا چلا جاتا ہے۔ مسلم بننے کا جو پیغام ہے ﴿امرت لان اکون اول المسلمین﴾ اس میں ایک دوسرا پیغام بھی ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ

شخص جو خدا کے لئے مسلم ہو جائے وہی ہے جو دنیا کے لئے مسلم ہو سکتا ہے۔ ناممکن ہے کہ ایک انسان خدا کے لئے تو مسلم ہو مگر دنیا کے لئے مسلم نہ ہو۔

مسلم کا ایک معنی ہے اپنے آپ کو سپرد کر دینا۔ ایک معنی ہے امن عطا کرنا، کسی کو اسلام میں داخل کر لینا یعنی اس کو سلامتی میں داخل کر لینا۔ تو خدا کے حضور جب انسان مسلم بنتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے اپنی ساری طاقتوں کو خدا کی طرف پھیر دیتا ہے ایک ہی نقطہ ارتکاز ہے ہستی باری تعالیٰ، اس کی توحید اور کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ انسان کا انتشار ختم ہو جاتا ہے اور انتشار ہی بدامنی کا دوسرا نام ہے۔ انتشار کا برعکس سلامتی اور اسلام ہے۔ تو فرمایا جب تو مسلم بنے گا تو سب دنیا کے لئے مسلم بن جائے گا تجھ سے دنیا کا امن وابستہ ہو جائے گا۔ پس دنیا کا انتشار دور کرنے کی خاطر اپنے نفوس کا انتشار دور کریں۔ اگر آپ کی شخصیت بکھری ہوئی ہے، پھیلی پڑی ہے آپ کو پتہ ہی نہیں کہ آپ کا مقصد کیا ہے کس رستے پر آپ نے آگے بڑھنا ہے تو دنیا کو کیا الزام دے سکتے ہو۔

پس یہ ساری نصیحت جو میں نے آپ کو اس آیت کے حوالے سے کی ہے اس کا خلاصہ یہی بنتا ہے کہ اپنے آپ کو سنبھالیں، اپنے انتشار دور کریں۔ انتشار ہوں تو پاگل پن پیدا ہوتا ہے۔ انتشار ہو تو انسان کی صلاحیتیں بکھر جاتی ہیں وہ اس کے کسی کام نہیں آتیں۔ جتنے نوجوان انتشار کا شکار ہیں وہ بے چارے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ جن کی توجہ ایک مقصد کی طرف مرکوز ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان کو بڑے بڑے انعامات عطا فرماتا ہے۔ ﴿فی الدنیا حسنہ﴾ کا وعدہ ان کے سامنے ان کے لئے روزمرہ کی ایک حقیقت بن جاتا ہے جو پورا ہوتا چلا جاتا ہے۔

CAPRI PARTY SERVICE

والوں کی فخریہ پیشکش

اب آپ کو اپنی تقریبات پر کھانا پکوانے کی پریشانی ختم

Capri Party Sercice

والے پیش کرتے ہیں

حلال گوشت سے تیار پکا پکایا کھانا دوسروں سے بارعایت

مرغ پلاؤ، قورمہ گوشت، زردہ	۹ مارک فی کس
مرغ پلاؤ، قورمہ گوشت، زردہ، مرغ روسٹ	۱۲ مارک فی کس
گوشت پلاؤ، قورمہ گوشت، زردہ یا فروٹ	۱۰ مارک فی کس

اور آپ کی پسند کے دوسرے کھانے

نرگسی کوفتے، چکن کڑاہی، مٹن کڑاہی، بریانی، فرنی، کھیر، رس ملائی، گلاب جامن اور بہت سے دوسرے کھانے جو آپ پسند کریں

پان بھی دستیاب ہیں

Germany= Tel. & Fax: (06195) 37 36

توجس انتشار سے میں آپ کو بچانے کی نصیحت کر رہا ہوں وہ مزاج اور طبیعت کا انتشار بھی ہے اور روحانی قدروں کا انتشار بھی ہے اور صلاحیتوں کا انتشار بھی ہے-اپنی صلاحیتوں کو مجتمع کریں اپنی شخصیت کو ایک بنیادی شخصیت میں ڈھال لیں یعنی مرکزی اس کا جو تشخص ہے وہ موحد کے طور پر ابھرے اگر آپ موحد بن جاتے ہیں تو پھر دنیا کی ہر ترقی آپ کے قدم چومے گی اور اپنے آسمان کے دائرے میں آپ کو ایک معراج نصیب ہوگا- ہر ترقی آپ کو اپنے قدموں کے نیچے دکھائی دے گی-

پس تمام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنے قدموں کے نیچے دکھائی گئی ہے اوپر صرف خدا کی ذات ہے- پس انتشار دور کرنے کا یہ معنی ہے اور انتشار دور کرنے کے لئے یہ مقصود نظر، یہ مطلوب ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا ہوگا کہ ہم اپنے وجود کی تمام صلاحیتوں کو اللہ کے لئے خالص کرلیں- اس کے نتیجے میں عبادت خالص ہوگی، غلامی کے حقوق ادا کرنے کی صلاحیت عطا ہوگی اور جب یہ ہوگی تو پھر دنیا آپ کے سپرد کردی جائے گی کیونکہ آپ سے زیادہ دنیا کا کوئی اور امین ہو نہیں سکتا- پھر آپ وہ مسلم بنیں گے جس کے اسلام کے ساتھ دنیا کا امن وابستہ ہو جائے گا اور ایسے ہی لوگ ہیں جو دنیا کے لئے امن عطا کرنے والے ہوتے ہیں- جن کا اپنا وجود اپنی نفسانی خواہشات کے تابع ہو خواہ چھوٹے دائرے میں ہو اس دائرے میں وہ دنیا کے امن کو برباد کرنے والے بنے رہتے ہیں- نفسانی خواہش کا جو چاہے آپ نام رکھ لیں جب بھی آپ اس کے حضور سر جھکائیں گے آپ خدا کے خالص بندے اس دائرے میں ختم ہو جائیں گے- اس دائرے میں آپ شیطان یا اپنے نفس کے بندے بنیں گے- اور اس دائرے میں آپ کے سوا ہر انسان آپ سے محفوظ نہیں رہے گا- تمام دنیا کے امن کو اس بنیادی انسانی گناہ سے، گناہ کے مزاج سے خطرہ ہے کہ اپنے نفس کے لئے اپنے نفس کے حضور سر جھکا دے اور اس معاملے میں اللہ کی عبادت کی بجائے نفس کی اور اپنی خواہشات کی عبادت کرے- معبود سے جب کوئی چیز ٹکراتی ہے تو معبود اس کو ضرور تباہ کرتا ہے اس لئے انسان کے اپنے مفاد سے جب کسی غیر انسان کا مفاد ٹکرائے گا تو آپ اس کے امین کیسے ہو سکتے ہیں- اس کی حفاظت کرنے والے کیسے بن سکتے ہیں- وہ تو اولین دشمن کے طور پر آپ کے سامنے ہوگا- جو آپ کی چیز پر ہاتھ ڈالے گا اس کے آپ ہاتھ کاٹنے پر آمادہ ہوں گے اور جو چیز آپ کی نہیں ہے اسے اپنا بیٹھے ہیں اس سے بھی اپنوں والا سلوک کرتے ہیں- پاکستان سے آئے دن خبریں ملتی رہتی ہیں کئی لوگ کسی کے گھر میں داخل ہو گئے اور قبضہ کرلیا اور اب اپنے جھوٹے قبضے کو مالکوں سے بچانے کے لئے ہر حربہ استعمال کرتے ہیں کہ ہماری چیز ہے- تو جھوٹی اپنائی ہوئی چیز بھی اپنی ذات میں اپنی ایک غیرت بنا دیتی ہے اور اس سے جو ٹکراتا ہے اس کو سزا دی جاتی ہے- پس اس لئے **شرک اور دنیا کا امن اکٹھے رہ سکتے ہی نہیں یہ دو ایسی متضاد چیزیں ہیں جو ایک دل میں اور ایک عمل میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں**- پس اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ اس مضمون کو سمجھنے کی اور ایسے صبر کی توفیق عطا فرمائے کہ جس صبر کے بغیر حسنہ ترقی نہیں کر سکتی- جس صبر کے بغیر غیر اللہ کے مقابلے کی توفیق نہیں ملا کرتی- پھر اگر ہجرت کی توفیق ہو تو ہجرت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ آپ کی صلاحیتوں کو بھی پھیلائے گا-

﴿ارض الله واسعة﴾ کا مطلب صرف یہ نہیں کہ زمین ہی چوڑی ہے- مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ طاقت حاصل ہے کہ آپ کی تمام صلاحیتوں کو بھی وسیع کرتا چلا جائے اور آپ کے عمل کے نتائج کو بھی جزاء میں وسعت دے اور اس طرح خدا کی زمین آپ کو وسیع دکھائی دے- یہ پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کے لئے از حد ضروری ہے- سب دنیا کے احمدیوں کے لئے یہ قدر مشترک ہے، یہ مضمون واحد ہے، سب کے لئے برابر ہے- مگر پاکستان آج کل جن حالات میں سے گزر رہا ہے ان کے پیش نظر خصوصیت سے میں نے پاکستانی احمدیوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ مضمون بیان کیا ہے- ان کی حفاظت توحید میں ہے- ان کی حفاظت انتشار سے بچنے میں ہے- **اپنی قومی وحدت کو سلامت رکھیں- جماعتوں میں کسی جگہ بھی انتشار کا شائبہ تک نہ پیدا ہونے دیں- جو جماعتیں منتشر ہیں فوری طور پر ان کے انتشار کو دور کرنے کی کوشش کریں ورنہ آپ توحید کی حفاظت میں نہیں آ سکتے**- اور اگر آپ یہ کرلیں یعنی ظاہری انتشار ختم کردیں تو پھر یاد رکھیں کہ دلوں کا انتشار دور کرنا ابھی باقی ہے-

پہلی منزل تو ظاہری انتشار کو دور کرنا ہے- پہلا فرض تو ظاہری انتشار کو دور کرنا ہے- اگر ظاہری انتشار دور نہ ہو تو آدمی یہ دعویٰ بھی نہیں کر سکتا کہ میرا دل مجتمع ہے- دل کی صلاحیتوں کا مجتمع ہونا توحید ہی کا دراصل دوسرا نام ہے اور ایسا شخص پھر منتشر نہیں ہوا کرتا، ظاہر میں بھی منتشر نہیں ہوا کرتا- پس جماعت کی وحدت کو انتشار سے بچائیں اور افراد کے اندر اپنے نفوس کو مجتمع کرنے کا احساس پیدا کریں اور بار بار ان کو یہ تعلیم ہونی چاہئے کہ اگر تم ان خطرات سے امن چاہتے ہو تو مسلم بننا پڑے گا کیونکہ مسلم امن یافتہ کو بھی کہتے ہیں- اور **یہ جو تعریف ہے اسلام کی عبادت کو خالص کرنا اور اول المسلمین ہونا یہ وہ راز ہے جس سے تمام دنیا کا امن وابستہ ہے**- مگر خطرات کے موقع پر خصوصیت سے جب آگیں بھڑک رہی ہوں اس وقت وہ لوگ جو ان خطرات میں پل رہے ہوں ان کو لازماً جلد از جلد توحید کے امن میں داخل ہو جانا چاہئے- ایک دفعہ داخل ہو گئے تو اللہ ان کی حفاظت فرمائے گا- کوئی دنیا کی طاقت ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی یہ ایک ایسی چار دیواری ہے جس کو کوئی دنیا کی طاقت، کوئی بڑے سے بڑا دشمن توڑ نہیں سکتا، ضرب نہیں لگا سکتا-

توحید کے دائرے میں سب سے بڑا امن ہے- اور وہی شعر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس موقع پر پھر میں آپ کو یاد دلاتا ہوں جو بارہا یاد دلا چکا ہوں کہ

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

توحید میں اپنے آپ کو دفن کر دینا، اپنے آپ کو غائب کر دینا، اپنے آپ کو چھپا لینا، اس کے امن کی چار دیواری میں چھپ جانا، یہ تب نصیب ہو سکتا ہے اگر آپ شرک کا قلع قمع پہلے کریں- اپنی طبیعتوں کا انتشار دور کریں- محبت الٰہی کے ساتھ خدا کی طرف جھکیں اور اس کے لئے اپنی صلاحیتوں کو غلام بنا دیں- اس کے بغیر یار نہاں میں نہاں ہو ہی نہیں سکتے- اس لئے محض فرضی نعرہ بازی میں آپ کا کوئی امن نہیں ہے- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام قرآن کریم کے عرفان پر مبنی ہے- قرآن سے گوندھا گیا ہے اور ایک بھی کلام کا حصہ نہیں جو قرآن پر مبنی نہ ہو-

پس یہ مضمون وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں کہ تم خدا کے ہو جاؤ تو پھر تم مسلم ہو جاؤ گے یعنی ہر معنوں میں امن پانے والے بھی بن جاؤ گے- اور اول المسلمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سب سے زیادہ ہر خطرے سے بچائے گئے اور ہر خطرے کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو امین بنایا- لوگوں کو بچانے والا بھی اور خود امن میں آنے والے بھی- اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے- پس ہر جگہ یہی مضمون سب جماعت کے لئے یکساں ہے مگر اہل پاکستان یعنی پاکستان کے احمدیوں کو میں دوبارہ خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں کہ دعا بھی کریں اور سب سے پہلے اپنے انتشار کی بیخ کنی کریں- اللہ تعالیٰ بعد کی مثبت صلاحیتیں بھی آپ کو عطا فرمائے-

---

واقفین نو کے بارے میں اہم ہدایات

☆واقفین نو کو اپنے سے کم علم کو حقارت سے نہیں دیکھنا چاہئے-

☆ایسے واقفین نو چاہئیں جن کو یہ حوصلہ ہو کہ وہ مخالفانہ بات سنیں اور تحمل کا ثبوت دیں-

☆ایسے واقفین نو چاہئیں کہ جب ان سے کوئی بات پوچھی جائے تو...... ایک دم منہ سے کوئی بات نہ نکالیں بلکہ کچھ غور کر کے جواب دیں-

---

یکم نومبر ۱۹۹۶ء کے روزنامہ جنگ لاہور کے جمعہ میگزین میں صفحہ ۴ پر مفتی محمد جمیل خان کا ایک مضمون بعنوان :

" قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے"

پندرھویں ختم نبوت کانفرنس میں منظور ہونے والی قرارداد کا متن شائع ہوا ہے-

عنوان سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیانیوں کو ابھی غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہی نہیں گیا- کیا خوب ہے "قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور"-

اس مضمون کے تقریباً آخر میں مفتی محمد جمیل خان فرماتے ہیں "نبی اکرم ﷺ سے اگر خصوصی تعلق اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خصوصی نسبت اور اکابر علمائے کرام کی خصوصی توجہات چاہتے ہیں تو عقیدہ ختم نبوت کے سپاہی کی حیثیت سے کام کریں انشاء اللہ قیامت کے دن حضرت انور شاہ کشمیری، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا محمد یوسف بنوری، مفتی احمد الرحمان، مولانا غلام غوث ہزاروی ہماری شفاعت کر کے جنت میں داخل کرائیں گے"

گویا شفیع المذنبین کا جو اعلیٰ و ارفع مقام حضرت خاتم النبیین ﷺ کو حاصل تھا وہ اب ان تمام ملاؤں کو حاصل ہو گیا ہے- (نعوذ باللہ من ذالک)

(مرسلہ : انصر رضا لاہور)

بقیہ حضور انور کا خطاب از صفحہ ۲

مشرق وسطیٰ میں بھی پہنچ رہی ہیں اور اگر یہ دوسرا انٹینا بھی ہمیں مل گیا، ملا ہے یا چند دن تک ملے گا- وہ جو دوسرا Half ہے- "ہیمی بیم"- ہاں اپریل کے دوران ہی ہمیں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ "ہیمی بیم" بھی مل جائے گی جس کے بعد سارے افریقہ میں بھی یہ سگنل بڑی وضاحت کے ساتھ وصول ہوں گے- اس وقت بھی افریقہ ایک Continent کے طور پر محروم نہیں ہے- اس لئے یہ کہنے میں مبالغہ نہیں کہ دنیا کے تمام براعظم میں جماعت احمدیہ ایم-ٹی-اے انٹرنیشنل کی تصویریں اور آوازیں پہنچ رہی ہیں- کیونکہ افریقہ کے بعض حصوں میں ہمارے یورپین سیٹلائٹ کے ذریعے بھی پیغام پہنچ رہے ہیں اور ان سے مسلسل رابطہ ہے، مصر سے باقاعدہ خبریں ملتی ہیں- مراکو سے باقاعدہ خبریں ملتی ہیں اور بڑے عظیم الشان تائیدی پیغامات بھی ملتے ہیں اور نظر آرہا ہے کہ خدا کے فضل سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعے احمدیت کی تبلیغ بڑی کامیابی اور تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے- USSR کے مختلف ممالک سے خبریں ملتی ہیں- بعض عربوں کے پیغام آتے ہیں، فون آتے ہیں کہ اتفاقاً ہم نے یہ دیکھا تو ہم حیران رہ گئے کہ کوئی ایسا بھی ٹیلی ویژن ہے جو اسلام کی ایسی ایسی تصویر بھی پیش کرتا ہے- بعض نے کہا کہ ہمیں تو قرآن کی اب سمجھ آئی ہے، پہلے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ قرآن کیا چیز ہے- بہت ہی اعلیٰ تبصرے اہلِ زبان عربوں کی طرف سے، تعلیم یافتہ عربوں کی طرف سے موصول ہو رہے ہیں اور جو سگنل میں بتا رہا ہوں بعد میں دنیا کو مہیا کیا جائے گا وہ "ہیمی بیم" (Hami Beam) کے ذریعہ نہیں بلکہ فل گلوبل بیم (Global Beam) جو ہماری بک ہو چکی ہے، وہ جب شروع ہو گی تو پھر انشاء اللہ اس پروگرام میں ایک نئی جان اور ایک نئی روشنی پیدا ہو جائے گی اور تمام مشرق ایشیا میں- تمام افریقہ میں بڑی وضاحت کے ساتھ جماعت احمدیہ کا انٹرنیشنل ٹیلی ویژن تبلیغ اسلام پر مامور ہو گا اور دن اور رات وہاں خدائے واحد کی حمد کے ترانے گائے جائیں گے-

(اس موقعہ پر حاضرین نے نعرے لگائے جن میں ایک نعرہ 'حضرت مرزا غلام احمد کی جے' کا بھی لگایا گیا- اس پر حضور نے فرمایا:)

جب آپ الہام کے حوالے سے نعرے لگاتے ہیں تو وہاں 'حضرت' نہ لگایا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ 'حضرت مرزا غلام احمد کی جے'- اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے "مرزا غلام احمد کی جے"- (اس پر 'مرزا غلام احمد کی جے' کے نعرے لگائے گئے)-

اللہ تعالیٰ نے جو یہ وعدہ فرمایا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" دیکھو کس شان سے پورا فرمایا ہے- ہمارے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی- کل پرسوں کی بات ہے ہم ریڈیو کی باتیں کرتے تھے تو اپنے اندر یہ مقدرت نہیں پاتے تھے کہ ہم کوئی انٹرنیشنل ریڈیو ہی قائم کر سکیں- کجا وہ دن اور کجا دو تین سال کے عرصے میں یہ احمدیت کے قافلے کا پھلانگتا ہوا سفر جو پہلے زمین پر چھلانگیں مار رہا تھا- اب آسمانوں پر اڑنے لگا ہے اور آسمان سے پھر زمین پر اترتا ہے اور پیغام لے کر پھر اپنے سفر پر رواں دواں ہوتا ہے- یہ نظام خدا نے ہمیں عطا فرمایا ہے اور اس الہام کی برکت ہے نہ کہ ہماری کوئی شوخی- ہرگز ہرگز کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں- ہم اپنی عاجزانہ کوششیں جو اس راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی توفیق عطا ہونا ہی خدا کا بڑا انعام ہے- میں تو جب پورے ٹھنڈے دل اور انصاف کے ساتھ اپنے حالات پر اپنی زندگی پر غور کرتا ہوں تو اگر میں نے فیصلہ کرنا ہوتا کہ خلافت کے مقام پر کس کو فائز کیا جائے تو میں ہرگز اپنا نام اس لسٹ میں شامل نہ کرتا- ہرگز انصاف کے ساتھ اگر فیصلہ کرتا تو کبھی یہ تصور بھی نہ کر سکتا کہ میں اس لائق ہوں کہ اس منصب پر فائز ہوں- مگر جس نے ناکارہ سمجھتے ہوئے ناکارہ جانتے ہوئے مجھے اس منصب پر قائم فرمایا وہ اس منصب کے لئے غیرت رکھتا ہے کیونکہ اس کے مسیح موعود کی غلامی کا منصب ہے، اس کی نمائندگی کا منصب ہے- اس مسیح موعود کی غلامی کا منصب ہے جس کو اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ کی غلامی کا منصب عطا فرمایا تھا- پس یہ وہ غیرت ہے جو اپنا کام دکھاتی ہے- وہ سب کمزوریوں سے صرفِ نظر فرماتی ہے- ان باتوں کی طاقت بخشتی ہے جن کی ذاتی طور پر ہم عاجز بندوں میں استطاعت نہیں اور یہی حال میں جب اپنی بیرونی آنکھ سے دیکھتا ہوں تو مجھے خوبیاں ہی خوبیاں دکھائی دیتی ہیں- میں سمجھتا ہوں کہ ان کا انتخاب درست ہے- مگر جب وہ اپنی اندرونی آنکھ سے دیکھتے ہیں تو ہر ایک پکار اٹھتا ہے کہ دعا کریں ہم اس منصب کے لائق ٹھہریں ورنہ ہم جانتے ہیں کہ ہم کیا ہیں، ہماری کیا صلاحیتیں ہیں، کیا استعدادیں ہیں- ہم اس منصب کے لائق نہیں ہیں- پس یہی عاجزانہ راہیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں دکھائیں- یہی آپ کی عاجزانہ راہیں تھیں جو خدا کو پسند آئیں- اور اس عجز نے آپ کو ان رفعتوں پر پہنچادیا جس کا تصور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات کے بعد انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا- یعنی اس دور آخرین کا امام بنا کر آپ کو بھیجا گیا- پس یہ سارے کاروبار اللہ کی تقدیر کے کاروبار ہیں- ﴿لیظهره علی الدین کله﴾ کا وعدہ ہے جو اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ سے فرمایا اور فرمایا کہ ایسا کاروبار جو تیرے ہاتھ سے جاری ہو رہا ہے خدا ہی اس کا نگران ہے، خدا ہی اس کا ولی ہے، خدا ہی وکیل ہے جو تمام طاقتیں رکھتا ہے- ہر بات کی قدرت رکھتا ہے، وہ کارساز ہے، وہی ہے جو یہ کام بنائے گا اور یہ آخری اٹل وعدہ ہے جو ہرگز مٹایا نہیں جا سکتا ﴿لیظهره علی الدین کله﴾ تاکہ محمد رسول اللہ اور آپؐ کے پیغام کو تمام دنیا کے ادیان پر غالب کردے-

پس آج ہم عاجز اور ناکارہ بندوں کے ذریعہ اس نئے دور کی بنیاد ڈالی جا چکی ہے اور وہ عمارت تعمیر ہو رہی ہے جو عرش کے کنگروں تک جا پہنچی ہے، جو آسمان کی بلندیوں سے اظہار غلبہ دین کے لئے سامان پیدا کر رہی ہے اور تمام وہ کاروبار جاری ہو گئے ہیں جو اس آیت کے منطوق ہیں، اس آیت کا پیغام ہیں- اس آیت کے اندر وہ وعدے ہیں جو آنحضرت ﷺ کی ذات سے اللہ تعالیٰ نے فرمائے تھے- پس آج تمام دنیا میں احمدیت اور اسلام یعنی احمدیت حقیقی اسلام کی تبلیغ کے جو سامان پیدا ہوئے ہیں اس پر جتنا بھی شکر ادا کریں اتنا ہی کم ہے- اور یہ بھی ایک عجیب شکر کی بات ہے انگلستان جیسی جگہ میں جہاں بچپن سے دین کی راہوں کی اعلیٰ تربیت کے انتظام نہیں تھے، جہاں بہت سے ایسے خاندان تھے جو اخلاص تو رکھتے تھے مگر اس اخلاص کے نتیجے میں ان پر تربیت کے رنگ نہیں چڑھائے جا سکے تھے، اس ملک میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کثرت سے خدمت کرنے والے نوجوانوں کا مہیا ہو جانا جو اپنا دن رات سب کچھ خدا کے حضور میں ہمہ تن حاضر کرنے پر تلے بیٹھے ہوں وہ زیادہ وقت دیں اور انہیں روکا جائے کہ کچھ آرام کرو، وہ اتنا وقت صرف کریں کہ کھانے کی بھی ہوش نہ رہے، انہیں بتایا جائے کہ دیکھو کھانا بھی تم پر فرض ہے تمہارے اپنے بھی حقوق ہیں-

سینکڑوں ایسے نوجوان ہیں، مرد بھی ہیں، عورتیں بھی، لڑکے بھی ہیں اور لڑکیاں بھی، جنہوں نے ہر دوسرے کام پر خدمت دین کو ترجیح دی ہے اور اس لگن کے ساتھ وابستہ ہیں کہ حیرت ہوتی ہے- وہ جو ماہرین اس سلسلہ میں آتے ہیں اور ہمارے اس کام کو دیکھتے ہیں ان کو سب سے زیادہ حیرت ان کارکنوں پر ہوتی ہے- کئی ہیں جو دنیا کے لحاظ سے بہت بڑے بڑے صاحبِ علم اور صاحب تجربہ اور انگلستان کی سیاست میں اونچے پہنچے ہوئے یا دوسرے ملکوں کی سیاست میں مثلاً آسٹریلیا میں وزارتوں پر فائز وہ جب احمدیہ انٹرنیشنل ٹیلی ویژن کا معائنہ کرتے ہیں اور معلوم کرتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے- یہ کیسے ممکن ہوا ہے کہ تم لوگوں نے اتنا بڑا کام سنبھال لیا اور اس کے فرائض اس خوبی سے سرانجام دے رہے ہو- جب ان کو بتایا جاتا ہے کہ سارا طوعی نظام ہے سارے والنٹیئرز ہیں- ان میں وہ بھی ہیں جو وکیل ہیں، وہ بھی ہیں جو انجینئر ہیں، وہ بھی ہیں جو دیگر دنیاوی خدمتوں پر مامور اور اپنے ذریعہ معاش کے لئے مجبور ہیں کہ دن کا ایک بڑا حصہ اس خدمت پر صرف کریں جس کا معاوضہ ان کو ملتا ہے- وہ طالبعلم ہیں جن کے اوپر تعلیمی ذمہ داریاں بہت سخت ہیں- کیونکہ یہ وہ ملک ہے انگلستان جہاں تعلیم کا معیار باقی دنیا کے ملکوں کے مقابل پر کسی سے نیچا نہیں اور غیر معمولی توجہ کے ساتھ ذمہ داری کے ساتھ طلباء کو تیار کیا جاتا ہے، ان پر ذمہ داریاں ڈالی جاتی ہیں- اگر وہ ساتھ ساتھ اپنا کام نہ کریں تو ان کے پاس ہونے، ان کے اپنے مقصد کو پانے کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا- یہ ساری باتیں یہ طلباء جانتے ہیں اس کے باوجود ہمہ تن حاضر- سب سے زیادہ وہ جو وقت تھا میرے لئے ایک ہیجان کا وہ پچھلے سال جب نتائج نکل رہے تھے اس وقت کا وقت ہے-

یہ طلباء اور بعض دفعہ ان کے عزیز و اقارب، بعض دفعہ ان کے ماں باپ توجہ دلاتے تھے کہ ان کو دعاؤں میں نہ بھولنا، سارا وقت تو ٹیلی ویژن میں لگے رہے ہیں اب انہوں نے امتحان کیا دینے ہیں اور کیا پرچے لکھیں گے، ہمیں کچھ پتہ نہیں- اور جن کے متعلق یہ تشویش تھی ان سب کو اللہ تعالیٰ نے Two One کی کامیابی عطا کی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں کے معیار کے لحاظ سے بہت اعلیٰ کامیابی ہے- (حضور نے استفسار فرمایا "کیوں جی Two One کیا چیز ہوتی ہے؟ مجھے تو ابھی تک یہ بھی نہیں پتہ لیکن یہ پتہ ہے کہ جس بچے نے بھی آکے کہا مبارک ہو، مجھے Two One مل گئے، اس کا چہرہ مسرت سے کھلا ہوا تھا جب مجھے آکے اطلاع دیتا تھا، ماں باپ کا بھی یہی حال تھا- Two One کیا ہوتا ہے (اس پر حضور کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اس سے مراد 2A اور 1B ہے- فرمایا "اچھا ماشاء اللہ")

2A یہ کالج کی تعلیم کی میں بات کر رہا ہوں- سائنس کے طلباء Math کے طلباء اور اسی طرح اکنامکس وغیرہ کے طلباء- کالج کے اونچے معیار پر Two-One ایک بہت بڑی چیز ہے کہ دو As مل جائیں اور ایک B ملے اور وہ بھی C نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان سب طلباء کو بلااستثناء Two One عطا کیا اور بتایا کہ میں ہی وکیل ہوں، میں ہی کفیل ہوں، میں ہی تمہارا ذمہ دار، میں ہی تمہارا مددگار ہوں- علم مجھ سے ہی اترتا ہے اور میری تقدیر کے تابع ہی دل و دماغ کو روشن کرتا ہے پس تم اس کی پرواہ نہ کرو- جب تم نے اپنے دل اور دماغ میرے حضور حاضر کر دیئے تو ان کو روشن رکھنے کی ذمہ داری مجھ پر ہے- عملاً خدا نے اپنا وعدہ اس طرح پورا فرمایا اور یہ کرشمہ دکھایا جس کے بعد، پہلے بھی ان کے دل متزلزل نہیں تھے مگر پہلے ہر قربانی کے لئے تیار تھے، اس کے بعد انہوں نے سمجھا کہ قربانی تو محض خوف تھا، واہمہ تھا، یہ تو دوہرے مزے ہیں- زندگی مکمل ہو گئی ہے- دین بھی ہے اور دنیا بھی، دونوں کے لطف ہم اٹھا رہے ہیں جبکہ دنیا ان چیزوں سے محروم اور محض بے خبر ہے-

(باقی آئندہ شمارہ میں)

مختصر عالمی خبریں

(ابوالمسرور چوہدری)

بنگلہ دیش میں طوفان۔ سینکڑوں ہلاک

(بنگلہ دیش)۔ بنگلہ دیش کے دوسرے بڑے شہر چاٹگام اور کاکس بازار میں آنے والے قیامت خیز طوفان میں اب تک ۱۰۵ افراد ہلاک ہو گئے ہیں اور ۹۶۶۳ افراد زخمی ہونے کی اطلاعات ملی ہیں۔ ۶۱۲۰۰۰ گھر یا تو ملیامیٹ ہو چکے ہیں اور یا ان کو نقصان پہنچا ہے۔ کل اڑھائی ملین افراد اس طوفان سے متاثر ہوئے ہیں۔ طوفان کی رفتار ۲۰۰ کلو میٹر فی گھنٹہ تھی۔ ابھی تک ۷۵۰ ماہی گیر لاپتہ ہیں۔

چرچ میں جنسی زیادتی کے واقعات پر تشویش

(انگلستان) میتھوڈسٹ (Mathodist) چرچ نے حال ہی میں ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ چرچ کے عہدیداران اور پادری صاحبان چرچ جانے والی عورتوں کو جنسی طور پر ہراساں کرتے رہے ہیں۔ اور اکثر جنسی زیادتی کے واقعات ہوئے ہیں نیز یہ مجرم چرچ سے استعفیٰ دے کر سزا سے بچ جاتے ہیں۔ اس وقت میتھوڈسٹ چرچ میں ۳۶۶۰ چرچ منسٹر اور دس ہزار کے لگ بھگ مبلغ ہیں اور چرچ جانے والوں کی کل تعداد ۱۰۲ ملین ہے

رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ گو اس قسم کے واقعات کی تعداد بہت قلیل ہے تاہم چرچ ان کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ ان واقعات کا جائزہ لینے کے لئے میتھوڈسٹ چرچ کی ایگزیکٹو نے ۱۹۹۵ء میں ایک ورکنگ پارٹی ترتیب دی تھی جس نے گزشتہ ۱۵ سال میں ایسے واقعات کا جائزہ لیا اور بتایا کہ اس قسم کے ۶۵ واقعات میں سے ۵۵ واقعات میں عورتوں کے ساتھ دست درازی کی گئی ہے۔

ان واقعات میں تشویش ناک امر یہ ہے کہ اکثر واقعات میں چرچ کے عہدیداران سزا سے بچنے کے لئے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیتے ہیں۔ یاد رہے ان واقعات میں بچوں کے ساتھ زیادتی کے واقعات شامل نہیں ہیں۔

افغانیوں کا امیر المومنین

(افغانستان): روزنامہ جنگ لندن کی ۲۶ر مئی ۱۹۹۶ء کی اشاعت کے مطابق پاکستان میں افغانستان کے سفیر مولوی شہاب الدین دلاور نے بتایا کہ قرآن مجید افغانستان کا آئین ہو گا۔ نظام حکومت شریعت محمدی کے تحت چلائیں گے۔ شوریٰ حل و عقد نے ملا محمد عمر مجاہد کو امیر المؤمنین منتخب کر لیا ہے۔ اور انہیں افغانستان کی نئی حکومت تشکیل دینے کے لئے اپنے معتمد ساتھیوں کو ہدایات دینے کا اختیار ہے۔

افغانستان ایک ایسا بدقسمت ملک ہے کہ جس میں گزشتہ دس سالوں میں ۱۶ ملین آبادی میں سے ڈیڑھ ملین جنگ و جدل میں مارے گئے اور ۱۰ ہزار گاؤں ملیامیٹ ہو گئے۔

گزشتہ دو سال میں ۷ احمدیوں کو احمدی ہونے کی وجہ سے ہلاک کیا گیا مگر کسی ایک مجرم کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک نہیں پہنچایا گیا

اس وقت احمدیوں پر مذہبی الزامات پر مشتمل ہزاروں مقدمات ملک کی مختلف عدالتوں میں ہیں

پاکستان کو اب سنجیدہ طور پر انسانی حقوق کی بحالی کے متعلق سوچنا چاہئے

(ماخوذ از رپورٹ ایمنسٹی انٹر نیشنل۔ جون ۱۹۹۷ء)

ایمنسٹی انٹر نیشنل اپنی جون ۱۹۹۷ء کی رپورٹ میں لکھتی ہے:

"آج کل جبکہ پاکستان اپنی آزادی کی پچاس سالہ تقریبات منانے کی تیاریاں کر رہا ہے، یہ بات حقیقت کے طور پر سامنے آئی ہے کہ آج تک پاکستانیوں کو اپنے تمام انسانی حقوق شاذ ہی نصیب ہوئے ہیں۔ ملک بھر میں تشدد کا کلچر فروغ پذیر ہے۔ مارشل لاء کے طویل ادوار میں عوام کے شہری اور سیاسی حقوق غصب کئے جاتے رہے۔ سیاسی اداروں کو تباہ و برباد کر دیا گیا اور آئین کا حلیہ بگاڑ دیا گیا، منتخب حکومتیں بھی آئیں مگر اس نقصان کا مداوا نہ کر سکیں، وہ زیادہ تر انتقامی سیاست میں مشغول رہیں اور ملک کے اندر گھمبیر سوشل اور اقتصادی مسائل کی طرف ذرہ بھر بھی توجہ نہ دی گئی۔

چند ممتاز سیاسی افراد حکومت پر قابض رہے اور نظام حکومت ایسے چلایا گیا کہ گویا حکمران طبقہ کے لئے الگ قانون ہے اور محکوم طبقہ کے لئے الگ۔ عدلیہ سمیت حکومت کے کسی شعبہ نے بھی مستقل بنیادوں پر ایسا کام نہیں کیا کہ جس سے معلوم ہو کہ ملک میں قانون کی حکمرانی ہے اور جب کسی نے قانون شکنی کی تو متاثرین کی تکالیف کے ازالہ کے لئے کوئی قدم نہ اٹھایا گیا۔

اس وقت پاکستان میں بنیادی انسانی حقوق کی صورتحال انتہائی تشویشناک ہے۔ تشدد اور زنا کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ سالہا سال سے پاکستان میں کسی حکومت نے بھی انسانی حقوق کے معاملہ کو سنجیدگی سے نہیں لیا۔ بعض نے بلند بانگ دعاوی تو کئے مگر ان کے اعمال زبانی دعووں کا ساتھ نہ دے سکے۔ درحقیقت بنیادی انسانی حقوق کی بحالی و نگہداشت کے لئے کوئی قدم نہ اٹھایا گیا۔ اس صورتحال کی ذمہ داری کسی ایک حکومت پر عائد نہیں ہوتی بلکہ تمام حکومتیں مجموعی طور پر ملک کو اس حالت سے دوچار کرنے میں برابر کی ذمہ دار ہیں۔

پاکستان ایک ایسا ملک ہے کہ جس میں چند افراد کا گروپ امیر سے امیر تر ہوتا جا رہا ہے۔ ۱۳۱ ملین آبادی میں سے ۳۵ ملین آبادی انتہائی غربت میں بسر اوقات کرتی ہے۔ ۶۰ ملین آبادی کو طبی سہولتیں میسر نہیں۔ ۶۷ ملین لوگوں کو صاف پینے کا پانی میسر نہیں اور ۸۹ ملین بنیادی حفظانِ صحت کی سہولتوں سے محروم ہیں۔

سیاسی پس منظر

۲۰ سالہ مارشل لاء دور نے ملک کے معاشرتی اور سیاسی ڈھانچہ کو بہت کمزور کر دیا۔ گزشتہ مارشل لاء کے دور میں یعنی ۱۹۷۷ء تا ۱۹۸۵ء، پارلیمینٹ کو توڑ دیا گیا اور آئین کی بعض شقوں کو مارشل لاء کی انتظامیہ کی سہولت کی خاطر یا تو معطل کر دیا گیا یا ان میں ترامیم کر دی گئیں۔ اس طرح حکومت کے بعض شعبے ناکارہ ہو کر رہ گئے۔

چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر جو بعد میں ملک کے صدر بنے یعنی ضیاء الحق نے عدلیہ کی آزادی پر وار کرتے ہوئے ججوں کی میعاد ملازمت کی ضمانت ختم کر دی، سیاسی پارٹیوں پر پابندی لگا دی گئی۔ ۱۹۸۵ء میں نان پارٹی سسٹم کی بنیاد پر انتخابات کرانے کے بعد پارلیمینٹ کو بحال کر دیا گیا مگر اس کو یہ الٹی میٹم دیا گیا کہ یا تو مارشل لاء برداشت کرتے رہو اور یا پھر مارشل لاء دور کی تمام تبدیلیوں کو قانونی طور پر قبول کرو۔ اس طرح آٹھویں ترمیم کے ذریعہ مارشل لاء دور میں بنائے گئے تمام قوانین اور اداروں کو آئینی طور پر تسلیم کر لیا گیا۔ مارشل لاء کے اس دور میں نسلی اور مذہبی بنیادوں پر اختلافات کو ہوا دی گئی تاکہ مارشل لاء حکومت کے خلاف عوام کی جمہوری طاقت کو کچل دیا جائے۔ ایک طرف سندھی اور مہاجر کا جھگڑا اٹھا جس نے تشدد کی صورت اختیار کر لی جس کے نتیجہ میں سینکڑوں جانوں کا ضیاع ہوا۔ دوسری طرف ملٹری اداروں اور حکومت کے عہدوں پر فائز ہونے کے لئے پنجابی، سندھی، بلوچ، پٹھان اور سرائیکی وغیرہ رقابتیں بڑھیں۔ ملک میں شیعہ سنی فسادات ۱۹۹۶ء میں اپنے نقطہ عروج تک پہنچے جس کے نتیجے میں ساڑھے تین سو جانیں تلف ہوئیں۔ ان میں زیادہ تر عبادتگاہوں پر حملے کے دوران مارے گئے۔

آٹھویں ترمیم

آئین پاکستان میں آٹھویں ترمیم کی وجہ سے صدر مملکت کو حق حاصل تھا کہ جب وہ یہ تسلی کر لے کہ منتخب حکومت آئین کی شقوں کے مطابق حکومت نہیں چلا پا رہی تو وہ ایسی حکومت کو برخواست کر دے اور اسمبلی کو تحلیل کر دے۔ اس ترمیم نے ضیاء الحق کے دور حکومت کو طول دیا اور اسی کے تحت بعد میں آنے والے صدران حکومت نے ۱۹۸۵ء کے بعد چار منتخبہ حکومتوں کو برخواست کر ڈالا۔ اس طرح ۱۹۸۵ء سے کوئی بھی منتخبہ حکومت اپنی میعاد پوری نہیں کر پائی۔ ہر حکومت پر کرپشن، جنبہ داری اور اپنے اختیارات سے تجاوز کرنے کا الزام لگایا گیا۔ اس ترمیم کے تحت آخری ڈسمس ہونے والی بے نظیر حکومت پر اوپر دیئے گئے الزامات کے علاوہ عدلیہ سے دشمنی اور حقوق انسانی کی پامالی کے الزامات بھی عائد کئے گئے۔

حوالات میں قیدیوں پر جسمانی تشدد کے واقعات

رپورٹ میں صحافیوں پر جھوٹے مقدمات کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور حوالات میں ان پر جسمانی تشدد کے واقعات بھی درج ہیں نیز پولیس کے ہاتھوں تشدد کے نتیجہ میں ہونے والی اموات کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور مجرموں کو انتہائی اذیت دینے والے آلات مثلاً پاؤں میں آہنی بیڑیوں اور زنجیروں کے استعمال نیز جسمانی اذیت دینے والے دیگر کئی قسم کے طریقوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں بعض دفعہ انسان اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے یا پھر مستقل طور پر معذور ہو جاتا ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان میں تشدد کے ایسے واقعات کے نتیجہ میں قریباً ایک سو افراد ہر سال موت کے مونہہ میں چلے جاتے ہیں مگر کسی ظالم افسر کو آج تک سزا نہیں ملی۔

احمدیوں پر ظلم کے واقعات
دو احمدی عورتوں پر بازار میں حملہ

رپورٹ میں کراچی میں ہونے والے دو احمدی مستورات پر حملے کے واقعہ کی تفصیل درج کی گئی ہے۔ سمیہ بخاری اور بشریٰ تاثیر دو بزرگ احمدی خواتین ۲۶؍مارچ ۹۶ء کی شام کو شاپنگ کے لئے بازار گئیں جہاں ایک درزی نے جو کئی سالوں سے ان کے کپڑے سیتا آیا ہے ان پر ٹوکے سے وار کر دیا۔ دونوں خون میں لت پت زمین پر گر گئیں۔ انہیں فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا جہاں ان کی جانیں تو بچ گئیں مگر بشریٰ تاثیر بائیں جانب سے مفلوج ہو چکی ہیں۔ ٹیلر ماسٹر محمد عارف کو اقدام قتل کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق وہ بار بار یہ لفظ دہرا رہا تھا کہ یہ دونوں احمدی ہیں اور ان کو جان سے مارنے کے نتیجہ میں اسے جنت ملے گی۔ اس واقعہ کے چھ دن بعد محمد عارف کے ایک ساتھی نے بشریٰ تاثیر پر ایک مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۵-سی تعزیرات پاکستان یعنی توہین رسالت کی دفعہ کے تحت درج کرایا۔ اس نے پولیس کو بیان دیا کہ محمد عارف نے اس عورت سے کہا تھا کہ یہ کپڑا جس کے اوپر محمد ﷺ کا نام چھپا ہوا تھا نہ پہنے مگر اس کے انکار پر محمد عارف کو طیش آ گیا اور اس نے ٹوکے سے وار کر دیا۔ توہین رسالت کی دفعہ کے تحت موت کی سزا مقرر ہے۔ چنانچہ بشریٰ تاثیر کو ہسپتال سے گرفتار کر لیا گیا مگر چونکہ اس کے خلاف نہ تو کوئی شہادت تھی اور نہ ہی کپڑے پر کوئی تحریر پائی گئی اس لئے ضمانت پر رہا کر دیا گیا مگر مقدمہ بدستور چل رہا ہے۔

تعزیرات پاکستان کی ان دفعات کو جو مذہبی جرائم پر مشتمل ہیں کئی سالوں سے سینکڑوں لوگوں کو ہراساں کرنے اور پریشان کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اس طرح درحقیقت ان کو آزادی مذہب کے اصول پر کاربند ہونے کی سزا دی جاتی ہے۔

زیادہ تر اس ظلم کا نشانہ بننے والی پاکستان کی مذہبی اقلیتیں احمدی اور عیسائی ہیں۔ اگرچہ ان دفعات کو بعض مسلمانوں کے خلاف بھی استعمال کیا گیا ہے۔

توہین رسالت کے بہت سے مقدمات میں ملزموں کو توہین رسالت کے اقدامات کی وجہ سے نہیں بلکہ اقلیتی طبقہ کے ساتھ نفرت اور ذاتی دشمنی، حسد یا پیشہ وارانہ رقابت کی وجہ سے ان مقدمات میں الجھایا گیا اس طرح توہین رسالت کے ملزم محض اپنے مذہبی عقائد کی وجہ سے ضمیر کے قیدی بنائے گئے اور جب سے توہین رسالت کی سزا صرف موت مقرر کی گئی ہے کئی ایسے ضمیر کے قیدیوں کو موت کی سزا دیئے جانے کا امکان ہے اور فی الحقیقت ان کو ایسی سزا سنائی گئی ہے۔

احمدی خود کو مسلمان یقین کرتے ہیں مگر Orthodox مسلمانوں کے نزدیک عقائد کے اختلاف کی وجہ سے وہ کافر گردانے جاتے ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور ۱۹۸۰ء کی دہائی میں ضیاء الحق کے اسلامائزیشن پروگرام کے تحت انہیں اپنے عقائد کے اظہار، فرائض کی بجا آوری اور اپنے دین کی تبلیغ سے روک دیا گیا تھا۔ تعزیرات پاکستان کی دو نئی دفعات ۲۹۸-بی اور ۲۹۸-سی کے تحت احمدیوں کا خود کو مسلمان ظاہر کرنا، اسلامی اصطلاحات، القابات اور خطابات کا استعمال کرنا نیز اسلامی عبادات کو بجالانا اور اپنے دین کی تشہیر کرنا جرم قرار پایا۔ عملی طور پر احمدیوں کو اپنی عبادتگاہوں کو مسجد کہنے اور "السلام علیکم" کے الفاظ کہنے پر جیل کی سزا دی جا سکتی ہے اور دی جا رہی ہے۔

۱۹۹۳ء میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے ایک رولنگ کے ذریعہ فیصلہ دیا تھا کہ احمدیوں کے مذہبی عقائد اور مذہبی فرائض کی ادائیگی پر پابندی ان کے مذہبی آزادی کے حق پر دخل انداز نہیں ہوتی اور یہ کہ مسلمانوں کو حق ہے کہ وہ اسلامی اصطلاحات اور رسم و رواج میں احمدیوں کی مداخلت برداشت نہ کریں اور جس طرح ایک کمپنی کو اپنے برانڈ کے نام کو استعمال کرنے کا خصوصی حق حاصل ہے یہی حق مسلمانوں کو ملنا چاہئے۔

دفعہ ۲۹۵-سی تعزیرات پاکستان

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵-سی کا اضافہ ۱۹۸۶ء میں کیا گیا جس کے مطابق ہر وہ شخص جو رسول کریم ﷺ کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے اسے عمر قید یا موت کی سزا ہو سکتی ہے۔ بعد میں عمر قید کی سزا کو ختم کر کے توہین رسالت کی سزا صرف موت ہی رہنے دی گئی۔

ان نئے وضع شدہ قوانین کی وجہ سے لوگوں کو ناجائز طور پر ہراساں کیا جاتا رہا اور گرفتار کر کے جیلوں میں پھینکا جاتا رہا۔ توہین رسالت کی دفعہ کے تحت جرم ثابت کرنے کے لئے اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ جرم میں ملزموں کی نیت شامل ہے یا نہیں۔

توہین رسالت کے مقدمات

اس وقت دو ہزار کے لگ بھگ احمدیوں پر مذہبی الزامات پر مشتمل مقدمات مختلف عدالتوں میں ہیں اور ۱۱۹ احمدیوں پر توہین رسالت کے مقدمات زیر دفعہ ۲۹۵-سی تعزیرات پاکستان قائم ہیں۔ کئی ایک پر ایک سے زیادہ مقدمات بنائے گئے تاکہ ان کو مختلف عدالتوں میں بار بار حاضری دینے کا پابند کیا جا سکے۔ نیز ان کو تنگ کرنے کے لئے اکثر مقدمات مختلف جگہوں پر قائم کئے جاتے ہیں اس طرح ان کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور بھاری رقوم بھی خرچ کرنا پڑتی ہیں۔ پھر بعض دفعہ مقدمات سالہا سال چلتے ہیں۔ ۱۹۹۶ء کے آخر تک چھ احمدیوں اور کم از کم دو عیسائیوں کو توہین رسالت کے مقدمات میں ضمانت پر رہائی ملی۔ توہین رسالت کے ملزموں کو بعض دفعہ ضمانتوں کے حصول کے لئے بہت لمبا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ پپلاں میانوالی کے ریاض احمد، اس کا لڑکا اور دو بھتیجے نومبر ۱۹۹۳ء سے جیل میں ہیں۔ ان کو اس مبینہ الزام کی وجہ سے گرفتار کیا گیا کہ انہوں نے توہین آمیز الفاظ کہے اور یہ بھی کہا کہ احمدیت کے بانی نے بہت معجزات دکھائے۔ جبکہ مبصرین کہتے ہیں کہ ریاض احمد کے خلاف مقدمے کی اصل وجہ گاؤں کی نمبرداری ہے جس کے اور لوگ بھی خواہشمند ہیں۔ ان چاروں کی درخواست ضمانت سیشن کورٹ نے مسترد کر دی اور پھر لاہور ہائی کورٹ نے بھی مسترد کر دی۔ ۱۹۹۴ء سے درخواست ضمانت سپریم کورٹ کے پاس معرض التواء میں ہے اور ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اسی طرح سمندری پنجاب کا ایک شخص انور مسیح فروری ۱۹۹۳ء سے جیل میں ہے اس پر الزام یہ ہے کہ اس نے ایک مسلمان دوکاندار کے ساتھ لین دین کے جھگڑے میں رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے تھے۔

آج تک تین عیسائیوں، ایک سنی مسلمان اور دو

شیعہ افغانیوں کو زیر دفعہ ۲۹۵-سی سزائے موت سنائی گئی مگر اپیل کے بعد ان کو رہائی نصیب ہوگئی-اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو سزائیں عدم شہادتوں یا ناکافی شہادتوں کے باوجود سنائی گئی تھیں-

مذہبی اقلیتوں کے افراد کے انسانی حقوق کی پامالی

مذہبی اقلیت کے افراد مثلاً احمدی حضرات کے ساتھ کئی نوع کا امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے- انہیں آزادی تقریر حاصل نہیں اور نہ ہی وہ کوئی اجتماع کر سکتے ہیں- ان کی کئی مساجد کو سیل کر دیا گیا ہے- لٹریچر شائع کرنے پر پابندی ہے، تعلیم اور ملازمتوں کے حصول میں امتیازی سلوک برتا جاتا ہے- بعض دفعہ زبردستی احمدیت سے انکار کرایا جاتا ہے- ان کا معاشرتی اور معاشی بائیکاٹ کیا جاتا ہے اور ان کو جان سے مار دینے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں-

مذہبی جرائم کی تعداد میں اضافے، ان جرائم کی سخت سزاؤں کا اعلان اور ان مسائل پر گرماگرم بحث کی وجہ سے ملک میں مذہبی تنگ نظری کو فروغ ملا ہے-انتہاپسند طبقہ بعض دفعہ خیال کرتا ہے کہ اسے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کا اختیار ہے اور پولیس بھی ان کو ایسا کرنے سے نہیں روکتی-

اپریل ۱۹۹۴ء میں گوجرانوالہ شہر میں ایک "ڈاکٹر" کو لوگوں نے پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا، اس افواہ کی بنا پر کہ اس نے قرآن مجید کے اوراق کو جلا ڈالا تھا- ہجوم نے اس کے بدن پر پٹرول چھڑک کر آگ لگانے کی کوشش کی جب کہ وہ زندہ تھا- پھر اس کے جسم کو گلیوں میں گھسیٹا گیا-

اس واقعہ کے ایک سال بعد شمال مغربی سرحدی صوبہ میں 'شب قدر' کے مقام پر عدالت کے احاطہ کے اندر دو احمدیوں پر مشتعل ہجوم نے حملہ کیا- یہ دونوں اپنے ہم مسلک کی ضمانت کے لئے عدالت میں گئے تھے-ان میں سے ایک ریاض خان کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا گیا اور اس کے خسر کو شدید زخمی کر دیا گیا- پولیس کھڑی تماشا دیکھتی رہی اور بعد میں بیان دیا کہ یہ سب کچھ یکایک ہو گیا وہ اس معاملہ میں کچھ بھی نہ کر سکتے تھے-

گزشتہ دو سالوں میں کم از کم سترہ احمدیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے- کسی ایک میں بھی پولیس تفتیش کر کے ملزموں کو گرفتار کرنے میں کامیاب نہ ہوئی-

فروری ۹۷ء میں خانیوال پنجاب میں ایک درجن عیسائی گرجوں اور کئی سکولوں کو آگ لگا کر تباہ کر دیا گیا اور اس ہنگامہ میں ۵۰ کے لگ بھگ افراد شدید زخمی ہوئے- یہ سب کچھ ایک افواہ کی بنا پر ہوا- مسجدوں میں لاؤڈ سپیکروں کے ذریعہ اعلان کیا گیا کہ قرآن مجید کے اوراق جن پر عیسائیوں کے نام لکھے ہوئے تھے، پھٹے پڑے پائے گئے ہیں- ایک ٹیچر کا بیان ہے کہ گاؤں سے باہر ہجوم کو حملے کی نیت سے اکٹھا ہوتے دیکھ کر ہم نے انتظامیہ کو اطلاع دی- ہم نے دیکھا کہ ۲۰۰ کے لگ بھگ ایک ہجوم ہمارے چرچ کی طرف بڑھ رہا ہے- پھر وہ پادری کے گھر اور اسکول میں داخل ہو گئے- قیمتی اشیاء لوٹیں اور پھر ان کو آگ بم پھینک کر اور پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی- تمام فرنیچر جل گیا اور ہم اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگے- پولیس نے ہماری حفاظت کے لئے یا ہجوم کو روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی- باور کیا جاتا ہے کہ پولیس نے انتقامی کارروائی کرنے کے لئے بعض مذہبی گروپوں کو اس اقدام پر اکسایا تھا- اس کی وجہ یہ تھی کہ اس واقعہ سے قبل ایک پولیس چھاپے کے دوران بعض پولیس افسروں نے بائبل کی بے حرمتی کی تھی جس کی وجہ سے ان افسروں کو معطل کر دیا گیا تھا-

توہین رسالت کی دفعات میں ترامیم حکومت کا وعدہ

ملکی سطح پر اور عالمی سطح پر توہین رسالت کی دفعات خصوصاً دفعہ ۲۹۵-سی کے غلط استعمال پر احتجاج کی وجہ سے ۱۹۹۴ء میں حکومت نے ایک بیان میں کہا تھا کہ وہ اس ضمن میں دو ترامیم پاس کرے گی-

۱- توہین رسالت کا مقدمہ درج کرنے اور گرفتاریوں سے پہلے جوڈیشل مجسٹریٹ کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہوگا-

۲- توہین رسالت کی دفعات کے تحت جھوٹا مقدمہ درج کرانا قابل دست اندازی پولیس جرم متصور ہوگا-

لیکن دینی تنظیموں کے احتجاج کی وجہ سے ۱۹۹۵ء کے وسط میں بے نظیر حکومت اس سے مکر گئی اور اعلان کر دیا کہ وہ اس قانون میں کوئی تبدیلی نہیں کرے گی-

صدر فاروق کی عیسائیوں کو توہین رسالت کے مقدمات کے بارہ میں یقین دہانی-...... مگر احمدیوں کو نہیں

۱۹۹۵ء میں صدر فاروق لغاری نے عیسائیوں کو یقین دلایا کہ مجسٹریٹوں کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ عیسائیوں پر توہین رسالت کے مقدمات درج کرنے سے پہلے ان کی چھان بین کر لیا کریں- اگرچہ عدالتیں ایسے احکامات کی پابند نہیں ہوتیں تاہم تقریباً دو سال تک ان ہدایات کا مثبت اثر محسوس کیا جاتا رہا- مگر ابھی چند مہینوں سے ایک بار پھر عیسائیوں کو توہین رسالت کے مقدمات میں گرفتار کیا جا رہا ہے- مثال کے طور پر ایوب مسیح اکتوبر ۹۶ء سے ساہیوال جیل میں ہے اور اس پر مبینہ الزام یہ لگایا گیا ہے کہ اس نے اپنے ایک مسلمان ہمسایہ سے تنازعہ کے دوران رسول کریم ﷺ کی توہین کی ہے- مگر مقامی انسانی حقوق کے ماہرین کا کہنا ہے کہ دراصل اس کی وجہ ان دونوں کے درمیان زمین کا تنازعہ ہے-

جہاں عیسائیوں کو اس بات کی یقین دہانی کرائی گئی کہ ان کے خلاف توہین رسالت کے مقدمات درج کرنے سے پہلے مجسٹریٹ واقعات کی چھان بین کریں گے- ایسی یقین دہانی سرکاری طور پر احمدیوں کو نہیں کرائی گئی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ احمدیوں کے خلاف بعض مقدمات میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵-سی کا اضافہ حکومت کے کہنے پر کیا گیا- اور بعض دفعہ تو اعلیٰ عدالتوں کے صریح فیصلوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایسا کیا گیا- مثال کے طور پر ڈاکٹر مجوکہ کو فروری ۱۹۹۴ء میں دفعہ ۲۹۸-سی کے تحت اس جرم میں پکڑا گیا کہ مبینہ طور پر اس نے اپنے ہمسایوں کو اپنے امام کی براڈکاسٹ تقریر سنانے کے لئے گھر بلایا مگر پولیس نے بعد میں توہین رسالت کی دفعہ ۲۹۵-سی کا اضافہ کر دیا- اس کے باوجود کہ سیشن کورٹ اور لاہور ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ اسی کیس میں موجود تھا کہ دفعہ ۲۹۵-سی کے اضافے کا کوئی قانونی جواز موجود نہیں- اور اکتوبر ۱۹۹۶ء میں خوشاب کی عدالت نے ۲۹۵-سی کے اضافہ کو سرکاری وکیل کے کہنے پر منظور کر لیا-

عورتوں اور بچوں کے انسانی حقوق کی پامالی کے واقعات

رپورٹ میں عورتوں اور بچوں کے انسانی حقوق کی پامالی کے واقعات بھی درج ہیں اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ زنا آرڈیننس کو فی الفور ختم کر دیا جائے کیونکہ یہ قانون عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھتا ہے-

سفارشات

ایمنسٹی انٹرنیشنل مندرجہ ذیل سفارشات پیش کرتی ہے-

مذہبی آزادی کو محدود کرنے والے یا اس پر پوری طرح پابندی لگانے والے قوانین "عالمی انسانی حقوق" سے ٹکراتے ہیں-

یونیورسل ڈیکلیریشن آف ہیومن رائٹس کی دفعہ ۱۸ کے تحت ہر شخص کو آزادی خیال، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا حق حاصل ہے اور اس حق میں مذہب یا عقیدہ تبدیل کرنا بھی شامل ہے- اور یہ آزادی انفرادی یا اجتماعی طور پر، پرائیویٹ یا پبلک میں اپنے عقیدہ یا مذہب کی تعلیمات کے اظہار اور مذہبی امور کے فرائض اور احکام کی بجا آوری پر مشتمل ہے-

ایمنسٹی انٹرنیشنل حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس بات کا یقین دلائے کہ توہین رسالت کے قانون کے غلط استعمال کی وجہ سے تو ضمیر کے قیدی نہیں بنائے جا رہے نیز یہ کہ کسی شخص کو اس قانون کے تحت موت کی سزا تو نہیں دی جا رہی-

ایمنسٹی انٹرنیشنل تمام ایسے ضمیر کے قیدیوں کی فوری اور غیر مشروط رہائی کا مطالبہ کرتی ہے جن کو صرف ان کے مذہبی حقوق کی ادائیگی کی وجہ سے قیدی بنایا گیا- نیز ایسے توہین رسالت کے الزامات جو کسی عقیدہ کی بنا پر لگائے گئے ہوں فوری طور پر واپس لئے جائیں-

نیز مذہبی اقلیتوں کے خلاف تشدد کے واقعات میں حکومت کی شراکت کو ختم کر کے اقلیتوں کی مکمل حفاظت کا بندوبست کرے- اسی طرح حکومت پاکستان اس بات کا بھی یقین دلائے کہ تشدد کے ضمن میں تمام شکایات بشمول مذہبی بنا پر قتل کے واقعات کی پوری پوری تحقیق کرے گی اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دلائے گی-

(اردو میں خلاصہ مرتبہ: رشید احمد چوہدری)

fozman foods

A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-478 6464
0181-553 3611

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

خطبے کو سن کر فوری توجہ کی ہے تو محسوس ہوا ہے کہ بہت بڑا کام ہے یعنی توجہ دینا بھی بہت بڑا کام ہے جس کے لئے ہمیں ہمہ وقت ہمہ تن مصروف ہونا ہوگا اور ہو رہے ہیں۔

حضور انور نے اس سلسلہ میں بعض لجنات کی طرف سے موصولہ پر عزم خوشکن رپورٹس کا بھی ذکر فرمایا اور دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں لٹریچر و کیسٹس کی فراہمی کے کام کو منظم کرنے کے سلسلہ میں تفصیل کے ساتھ سمجھا کر مزید ہدایات دیں اور لائحہ عمل تجویز فرمایا کہ ہر حلقہ میں اس کی لائبریریاں بنی چاہئیں جو خصوصیت کے ساتھ مقامی ماحول کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہوں۔ اور وہاں ایسے لوگ ہونے چاہئیں جنہیں یہ علم ہو کہ کس کتاب یا کیسٹ میں کس قسم کے لوگوں کے لئے کیا کیا مواد موجود ہے۔ وہ خود انہیں پڑھیں، دیکھیں اور سنیں اور اپنے ذہن میں ان کی یادداشت محفوظ کریں اور پڑھنے اور سننے کے بعد جو تاثرات ان کے دلوں اور ذہنوں پر قائم ہوتے ہیں انہیں بھی ملحوظ رکھیں کیونکہ اس کے بغیر انہیں یہ علم نہیں ہوگا کہ کونسی چیز کس قسم کے لوگوں کے لئے زیادہ اثر کرنے والی ہے۔

حضور نے خصوصیت سے اسلامی اصول کی فلاسفی کے متعلق بتایا کہ جہاں جہاں بھی اس کا تعارف کروایا گیا ہے وہاں بہت شدت سے طلب پیدا ہوئی ہے۔ پس طلب پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔ حضور نے لائبریریوں کے سلسلہ میں نوجوانوں کو ذمہ داریوں میں شامل کرنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ نئے آنے والوں کو بھی ان کاموں میں شامل کیا جائے۔ جہاں جہاں لائبریری قائم کریں وہاں آپ کے Experts کی ٹیمیں تیار ہونی چاہئیں جن کو پتہ ہو کہ کس کو کیا دینا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں ہومیوپیتھی کا بھی ذکر فرمایا کہ اسکا تعلق بھی علم شفا سے ہے۔ اور ہومیوپیتھی بھی خدا کے فضل سے تبلیغی رابطوں کے سلسلہ میں بہت مفید کام کر رہی ہے۔ بیسیوں واقعات ایسے ہیں کہ صرف ہومیوپیتھی کی کتاب پڑھ کر لوگوں کی احمدیت کی طرف توجہ ہوئی۔ اس کتاب کو بھی اس لائبریری کا حصہ بنائیں۔ اور اگر ممکن ہو تو احمدی ہومیوپیتھ جن کو توفیق ہو وہ بھی وہاں مقرر ہوں جو مفت دوائیاں بھی تقسیم کریں۔ اس سلسلہ میں حضور نے تفصیل سے طریق کار سمجھایا۔

حضور نے ان لائبریریوں سے کتب و کیسٹس کی تقسیم و اجراء کا حساب رکھنے کے سلسلہ میں بھی طریق کار بتلایا تاکہ کتب و کیسٹس ضائع نہ ہوں اور ان سے استفادہ مؤثر طور پر ہو۔ حضور ایدہ اللہ نے نہایت تفصیل و شرح و بسط کے ساتھ جملہ امور سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ یہ کام بتدریج ہوگا۔ اپنی توفیق کے مطابق کام کریں۔ ہرگز توفیق سے زیادہ بوجھ نہ اٹھائیں. (لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا) اللہ کسی پر اس کی توفیق سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا حالانکہ وہ خود توفیق بڑھانے والا ہے مگر بڑھاتا اس وقت ہے جبکہ اس وقت کی توفیق کو اپنی انتہا تک استعمال کر لیا جائے۔

حضور نے فرمایا کہ آپ یہ نہ گھبرائیں کہ آپ کا کام تھوڑا سا شروع ہو رہا ہے۔ آپ خدا سے سیکھتے ہوئے ہر جگہ کی توفیق کے مطابق کام شروع کریں۔ ابتداء میں بڑی لائبریریاں نہ بنائیں جہاں بھی بوجھ توفیق سے بڑھا وہیں نظام ٹوٹ گیا۔ تبلیغ کی طرف توجہ میں یہ اہم نکتہ ہے جسے پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اپنے لئے دعائیں ضرور کریں کہ دعاؤں سے سارے کام آسان ہو جاتے ہیں۔ اگر واقعۃً یہ توجہ خدا کی طرف ہو اور دعا کی طرف مائل ہو تو ساری مشکلیں دیکھتے دیکھتے آسان ہو جاتی ہیں۔ اگر خدا کی طرف توجہ نہ ہو تو آسان کام بھی مشکل ہو جاتے ہیں۔ اگر دعا کریں گے تو بسا اوقات دیکھیں گے کہ اللہ کے فضل سے ٹوٹے ہوئے کام بن جاویں گے۔

سید اعجاز احمد شاہ صاحب مرحوم

(ایم۔ اے۔ سعید، جرمنی)

گزرتے ہوئے عہد میں انسان کو کئی مراحل سے اپنی زندگی کو گزارنا پڑتا ہے جس سے انسان کو اپنی زندگی کے ڈھب بنانے کا موقع ملتا ہے، کئی شخصیتوں سے ملنے کا موقع ملتا ہے، رہنمائی ملتی ہے اور ان کے چلے جانے کے بعد ان کے کئی رنگ نظر آنے لگتے ہیں جو ان کے موجود ہوتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں۔

ایسی ہی ایک شخصیت جو آج ہم میں موجود نہیں رہی مکرم شاہ صاحب تھے۔ آپ کا نام سید اعجاز احمد شاہ تھا۔ مکرم شاہ صاحب سے تعارف ۱۹۷۳ء کی گرمیوں میں ہوا۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں ہم اپنے نانا محترم ماسٹر حمید احمد سنیاسی (مرحوم) کے پاس ریاضی پڑھنے جایا کرتے تھے۔ نانا مرحوم ان دنوں میں دارالضیافت ربوہ میں جماعتی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔

ایک دن ہم نے دیکھا کہ ایک بزرگ سیاہ اچکن زیب تن کئے۔ گول شیشوں کی سفید عینک پہنے نانا مرحوم کے پاس بیٹھے ہیں۔ بڑی تیز اور اونچی آواز میں باتیں کر رہے ہیں اور ساتھ ادبی چٹکلے بھی سنا رہے ہیں۔ وہاں پر ان بزرگ سے تعارف ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ بزرگ مکرم سید اعجاز شاہ صاحب ہیں اور انسپکٹر بیت المال آمد ہیں۔ آج کل اپنی فیملی کے ساتھ دارالضیافت میں ہی ٹھہرے ہوئے ہیں ویسے حافظ آباد سے تعلق ہے۔

اسطرح آہستہ آہستہ یہ تعارف ذاتی تعلق میں تبدیل ہوتا گیا اور ہم بھی ان کی انجمن میں شامل ہوتے گئے۔ بچپن میں مکرم شاہ صاحب کی ایک بات بڑی حیرت میں ڈالتی کہ جب بھی کسی سے ملتے یا کسی کا ذکر بر سبیل تذکرہ آتا تو فوراً کمپیوٹر کی طرح تمام اعداد و شمار تفصیل کے ساتھ بیان کرتے۔ تمہارے دادا، نانا، والد کا نام یہ ہے۔ ہندوستان یا پاکستان کے فلاں مقام سے تعلق ہے۔ اور ساتھ ہی ان کے حوالہ سے کوئی نہ کوئی لطیفہ جڑ دیتے۔ جو کبھی سمجھ میں آتا اور کبھی اوپر سے گزر جاتا لیکن دوسرے بڑے اس بات سے ضرور محظوظ ہوتے۔ مکرم شاہ صاحب کی ذات ایک انجمن تھی جس کا دائرہ قادیان اور پھر پاکستان کی احمدی جماعتوں کے علاوہ جرمنی تک پھیلا ہوا تھا۔

مکرم شاہ صاحب سے تعلق پیدا ہونے کے بعد اکثر ان کے ساتھ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پرائیویٹ خیمہ جات میں ڈیوٹی دینے کا شرف حاصل ہوا۔ اکثر خدام و اطفال جن کا تعلق دارالصدر شرقی کوارٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ سے تھا وہ مکرم شاہ صاحب کے ساتھ ڈیوٹی لگوانے کی کوشش کرتے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ شاہ صاحب کی طبیعت کی شگفتگی اور ٹیم ورک کے باعث جلسہ سالانہ کے ایام گزرتے معلوم نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ آئندہ سال جلسہ سالانہ کی آمد کا انتظار ڈیوٹی ختم ہوتے ہی شروع ہو جاتا۔ ڈیوٹی کے دوران بڑی محبت، پیار اور حکمت سے فرائض سمجھاتے اور فرائض کی بجا آوری بھی اپنی نگرانی میں کرواتے۔ ہر امر پر پوری طرح حاوی اور گہری نظر رکھتے۔ آپ کا معمول تھا کہ جلسہ کے ایام میں پرائیویٹ رہائش گاہ، خیمہ جات میں اپنی فیملی کے ساتھ ۲۰، ۲۱ دسمبر کو ہی رہائش پذیر ہو جاتے۔ اور صبح کی نماز کے بعد ہم سب بچوں کو اپنے اہل خانہ کے ہمراہ چائے اور السی کی پنیوں کے ساتھ ناشتہ کرواتے۔ یہ پنیاں باقاعدہ بڑے گھی والے کنستر میں حافظ آباد سے ساتھ لے کر آتے اور باقاعدہ ایک چھوٹا سا تالہ لگا ہوتا جس کی چابی شاہ صاحب کے پاس ہوتی۔ صبح کے ناشتہ کے باوجود ہم بچوں کو پنیاں کھانے کی خواہش ان کے خیمہ کی طرف لے جاتی تھی۔

جب تک جلسہ سالانہ ربوہ میں منعقد ہوتا رہا ان ڈیوٹیوں کا تعلق شاہ صاحب سے رہا۔ بعد ازاں اپنے دورہ جات سے واپسی پر جب بھی ربوہ آتے ملاقات کا موقعہ مل جاتا۔ ۱۹۸۹ء میں ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے منجھلے بیٹے کے پاس اسلام آباد میں رہائش رکھ لی۔ جب بھی کبھی اسلام آباد یا پنڈی جانے کا اتفاق ہوا ملاقات کا موقع ملتا رہا۔ خاکسار کو کچھ عرصہ دفتر وصیت میں سلسلہ کی خدمت کا موقعہ ملا تو شاہ صاحب اپنی اور اپنی اہلیہ کی وصیت کے بارہ میں ذاتی طور پر حساب کتاب کے بارہ میں استفسار کرتے۔ کارروائی مکمل ہونے پر جب بھی ملتے تو شکریہ زبانی و تحریری ضرور ادا کرتے۔ قلمی رابطہ ہر جاننے والے سے ضرور رکھتے تھے۔

۱۹۹۰ء کے جلسہ سالانہ انگلستان کے موقعہ پر ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد اکٹھے ہی جرمنی چلے آئے۔ اور اکٹھے ہی کم و بیش ایک سال جرمنی میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ کچھ مدت بعد ایک دوسری جگہ Ortenberg مکان تبدیل کر کے چلے گئے اور وہاں جا کر نئی جماعت کی بنیاد رکھی اور صدارت کا اعزاز بھی حاصل رہا۔ اس دوران ہفتہ، اتوار کو مرکزی دفاتر جرمنی میں میل ملاقات ہوتی رہی۔ صدر جماعت کے علاوہ مجلس انصاراللہ جرمنی کے قائد تعلیم و تربیت تاحیات رہے۔ اکثر سرکولر اور دیگر فارم خاکسار سے بنواتے اور کمپیوٹر ڈیزائن کرواتے۔ ۱۹۹۰ء سے وفات تک باقاعدہ طور پر شعبہ تعلیم کی سالانہ تعلیمی کلاس کے استاد بھی رہے۔ اس دوران بھی ان کے ساتھ ڈیوٹی دی۔ اکثر ربوہ کی ڈیوٹیوں کو یاد کرتے اور بہت دکھ کا اظہار کرتے کہ جلسہ سالانہ ربوہ کے دن دوبارہ نہ معلوم ہم دیکھ بھی سکیں گے یا نہیں۔ خاکسار کو ان کے ساتھ دورہ جات اور ریفریشر کورسز میں بھی جانے کا اتفاق ہوتا رہا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے اور اپنے خاندان کے بارہ میں ایک کتاب تالیف فرمائی جس کا عنوان "پیری سے مریدی تک" رکھا جس میں اپنے حالات کے علاوہ بعض تعریفی خطوط بغرض سند طبع کروائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے کلاس فیلو ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ قادیان سکول میں ان کو "ہوائی جہاز" کے نام سے یاد کیا جاتا۔ اکثر حضور کی شفقت اور اپنے اس تخلص اور ہم مکتب ہونے کا ذکر محبت بھرے انداز میں کیا کرتے تھے۔

وفات کے ایک رات قبل خاکسار کے پاس مٹل وگ جرمنی میں کمپیوٹر میں ایک جائزہ فارم تعلیم و تربیت مجلس انصاراللہ جرمنی کے لئے تیار کروایا۔ سخت گرمی تھی اور رات کو سوتے ہوئے بھی گرمی کا اظہار کیا۔ صبح ہوتے ہی ماتھے پر شدید پسینہ آنے کا بتایا اور طبیعت خراب ہونے کا کہا پھر الٹی آگئی۔ ان کو بحالی طبیعت کے لئے الائچی کا پانی بنا کر دیا۔ ان کے گھر بذریعہ فون اطلاع دی گئی۔ شام کو اطلاع ملی کہ طبیعت زیادہ خراب ہونے پر ہسپتال داخل کروا دیا گیا۔ جہاں ۱۴ جولائی کو وفات پائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

وفات سے چند روز پہلے ان سے پوچھا کیا امسال جلسہ سالانہ انگلستان پر جا رہے ہیں۔ تو کہنے لگے کہ اس سال کوئی شرح صدر نہیں۔ پاسپورٹ واپس پولیس میں جمع کروا دیا ہے۔

ہمیشہ خاتمہ بالخیر کے لئے دعا کی درخواست کرتے۔ خاکسار سے اکثر الفضل اور دیگر رسالہ جات پڑھنے کے لئے لے جاتے۔ سیالکوٹ کے حوالے سے مکرم خواجہ سرفراز احمد صاحب ایڈووکیٹ کا ذکر بڑی محبت اور الفت سے کرتے تھے۔ خاندان حضرت مسیح موعود کے ہر چھوٹے بڑے کا ذکر بھی عقیدت و احترام سے کرتے اور اپنے ذاتی تعلق کا اظہار بھی کرتے تھے۔ جب کسی سے دوستی کا عہد باندھتے باقاعدہ اس سے بذریعہ خط رابطہ رکھتے۔ خدمت و تواضع کرنے میں پہل کرتے۔ آپ کی شخصیت بڑی رعب دار اور گرجدار تھی۔ جملوں میں دھماکہ خیز مواد آپ کی شخصیت کا نمایاں پہلو تھا۔ محفلوں میں بیباکی اور بر محل جملوں کا استعمال کرتے اور محفل کشت زعفران بن جاتی۔ حق بات کرتے جس میں سلسلہ سے محبت و عقیدت، دور اندیشی اور خیر خواہی کا عنصر ضرور شامل ہوتا۔ ہر کام میں جلدی اور تیزی کا رجحان رکھتے۔ دوستوں پر حکم بھی چلاتے کبھی کوئی جملہ منہ میں آتا تو کہہ دیتے روکتے نہیں تھے۔ اس بات کے قائل تھے کہ بندہ ہاتھ سے جائے تو جائے مگر جملہ ہاتھ سے نہ جائے۔ مخلصانہ اور پر حکمت مشورے دیتے۔ اپنے آپ سے نیچے اتر کر رہنے والے تھے۔ دل میں سرایت کرنے والے بزرگ تھے۔ خدا تعالیٰ غریق رحمت کرے۔ آمین۔ میں نے ہمیشہ انہیں گرم جوش، مخلص و مہربان پایا۔ ان کی شخصیت کے گرد ایک طلسمی حصار تھا جو عام آدمی نہ دیکھ سکتا تھا۔ كل من عليها فان و يبقى وجه ربك ذوالجلال و الاكرام۔

مکرم اکرم ظفر اللہ الشواء صاحب

(محمد احمد نعیم)

ہمارے ایک نہایت ہی مخلص بھائی مکرم اکرم ظفر اللہ الشواء صاحب آف دمشق، کینسر کی موذی مرض میں چند ماہ مبتلا رہ کر ۱۶ دسمبر ۱۹۹۵ء کو اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ ۱۹۴۸ء میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم محمد الشواء صاحب ایڈووکیٹ نے ۱۹۴۷ء میں احمدیت قبول کی تھی اس طرح آپ نے ایک احمدی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ انٹرمیڈیٹ کے امتحان کے بعد آپ نے دمشق یونیورسٹی سے آرکیٹیکٹ کا کورس کیا اور وفات تک اسی پیشہ سے منسلک رہے۔ آپ نے مختلف ممالک میں کام کیا جن میں فرانس، سپین، سعودی عرب اور مصر وغیرہ قابل ذکر ہیں تاہم آخری عمر میں دمشق میں ہی مقیم تھے۔ موصوف بہت ہی مخلص احمدی اور پختہ ایمان کے مالک تھے۔ اور طبیعت میں خلافت اور نظام جماعت کے لئے بڑی غیرت اور جوش تھا۔ بڑے ہنس مکھ اور ملنسار تھے۔ کبھی انہیں کسی سے لڑتے جھگڑتے نہیں دیکھا، نہ ہی کسی سے ان کے خلاف کوئی بات سنی۔ صاف باطن، نیک نیت اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں بیشمار نعمتوں سے نوازا تھا مگر کبھی کسی تکبر و تفاخر کا اظہار نہیں کیا۔

مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ جب بھی کوئی جماعتی کتاب نظر آتی اسے فوٹو کاپی کروا لیتے اور جب حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہومیوپیتھک کلاسز کے عربی ترجمہ کی ڈیوٹی برادرم عبدالمجید عامر صاحب کے سپرد کی تو ہر ممکن مدد پیش کی اور جونہی ایک کلاس کا ترجمہ مکمل ہو جاتا اسے فوٹو کاپی کروا لیتے۔ مطالعہ اور حصول تعلیم کے شوق کے سلسلہ میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ وفات سے کچھ عرصہ قبل ۴۵ سال کی عمر میں بھی انگریزی سیکھنے کے لئے ایک انسٹی ٹیوٹ میں داخلہ لے رکھا تھا۔ اسی طرح آپ کا عربی زبان سیکھنے کے لئے ایک انسٹی ٹیوٹ کھولنے کا پروگرام تھا۔ مرحوم کو طب سے بڑا شغف تھا اور چھوٹی موٹی بیماریوں کا علاج گھر پر ہی کر لیتے تھے اور بسا اوقات کہتے تھے کہ مجھے ڈاکٹر ہونا چاہئے تھا۔ جڑی بوٹیوں سے علاج کی طرف راغب تھے۔

مرکزی نمائندگان اور مربیان کا بہت احترام کرتے تھے۔ جب بھی کوئی احمدی دوست مرکز سے تشریف لاتے تو ان کی خصوصی دعوت کا اہتمام فرماتے۔ اور ان سے جماعت کے حالات دریافت فرماتے اور اس موقعہ پر باقی احباب جماعت کو بھی مدعو کرتے تاکہ تعارف ہو جائے۔ آخری بیماری میں بھی جب کہ نظر بھی کھو بیٹھے تھے اور چل پھر بھی نہیں سکتے تھے جب بھی ہم عیادت کے لئے جاتے ہمیشہ حضور اور جماعت کے متعلق دریافت فرماتے۔ MTA کی نشریات میں روزانہ پروگرام "لقاء مع العرب" شروع ہونے پر ابتدائی ڈش لگوانے والوں میں آپ کا نام بھی ہے۔ آپ باقاعدگی سے پروگرام دیکھتے اور اس خواہش کا اظہار بھی فرماتے کہ یہ سارے پروگرام ریکارڈ ہو کر ان تک بھی پہنچیں جن کے پاس ڈش نہیں ہے۔ لقاء مع العرب پروگرام کے علاوہ اردو اور انگریزی پروگرام بھی دیکھتے اور حسب استطاعت مستفید ہوتے حتی کہ بیماری کے دوران بھی MTA کے پروگرامز کو ترک نہیں کیا اور بچوں کو بھی آپ نے ان پروگرامز کو دیکھنے کی عادت ڈالی ہوئی تھی۔ MTA کے سلسلہ میں جب حضور انور نے تمام جماعتوں کو مختلف پروگرام تیار کر کے ارسال کرنے کی ہدایت کی تو بسا اوقات اپنے دکھ اور قلق کا اظہار فرماتے کہ ساری دنیا کی جماعتیں پروگرام بنا رہی ہیں اور ہم یہاں شام میں نہ جماعت کی کوئی مدد کر سکتے ہیں اور نہ کوئی پروگرام تیار کر کے بھجوا سکتے ہیں کیونکہ ملکی قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔

عبادت اور تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آتے اور نماز کا وقت ہوتا تو کہتے نماز باجماعت ادا کر لیں گے اور ہمیشہ باوضو ہوتے تھے اور ہمیشہ نماز کی فکر میں رہتے کہ قضا نہ ہو جائے۔ حتی کہ بیماری کے آخری ایام میں بھی جب کہ چل پھر بھی نہ سکتے تھے نماز باقاعدگی سے ادا کرتے بلکہ ایک دن بڑے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے پوچھنے لگے کہ میں بیماری اور شدید درد کی وجہ سے بسا اوقات نماز میں توجہ قائم نہیں رکھ سکتا اس کا مجھے کوئی گناہ تو نہیں ہوگا؟

۱۹۸۹ء میں جلسہ سالانہ لندن میں شرکت کے لئے تشریف لائے اور حضور سے ملاقات کا شرف پایا۔

چند سال قبل آپ کے دماغ میں کینسر ہوا۔ جس کا سوئٹزرلینڈ میں آپریشن ہوا لیکن عارضی افاقہ ہوا کیونکہ اس قسم کی حالت میں آپریشن شاذ کے طور پر کامیاب ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود چلتے پھرتے تھے اور سارے زندگی کے کام معمول کے مطابق چلا رہے تھے۔ نومبر ۹۵ء میں حملہ سخت ہو گیا اور حالت دن بدن بگڑتی گئی۔ علاج کے لئے حضور اقدس کا ہومیوپیتھک نسخہ استعمال فرماتے تھے اور باوجود اس کے کہ ان کو یہ دوائیاں بہت مہنگی قیمت پر DHL کے ذریعہ سوئٹزرلینڈ سے منگوانی پڑتی تھیں آپ حضور کا نسخہ استعمال کرتے رہے۔

جولائی ۸۳ء میں آپ نے ایک دمشقی خاتون سے شادی کی جو اس وقت احمدی نہ تھیں لیکن بعد میں آپ کے سلوک اور اخلاق سے متاثر ہو کر اور احمدیت کا مطالعہ کرنے کے نتیجے میں انہوں نے بیعت کر لی اور جب حضور نے برادرم اکرم کی وفات پر آپ کا ذکر خیر کیا تو جب ہم نے انہیں اطلاع دی کہ حضور نے آپ کا ذکر کیا ہے تو بڑی خوشی سے اور پر مسرت حیرانگی سے پوچھنے لگیں کہ امیر المومنین نے ہمارا ذکر کیا ہے؟

مکرم اکرم مرحوم نے چار بیٹے چھوڑے ہیں جن میں چھوٹا بیٹا چار سال کا ہے۔ الحمدللہ کہ وہ سب اچھی طرح تربیت یافتہ ہیں اور مؤدب ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ ان کا خود کفیل ہو جائے اور احمدیت کا نام روشن کرنے والے بنائے اور دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

المہدی ہسپتال مٹھی (سندھ)

۱۹۸۶ء میں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے مجلس انصاراللہ کی اس درخواست کو منظور فرمایا کہ احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کی مناسبت سے مجلس تھرپارکر (سندھ) میں ایک ہسپتال بناکر انجمن احمدیہ وقفِ جدید کے سپرد کرے گی- چنانچہ بعض مقامات کا جائزہ لینے کے بعد بجلی وپانی کی سہولت اور قرب وجوار میں جماعتوں کی موجودگی کی وجہ سے 'مٹھی' کوزیادہ موزوں سمجھا گیا- جلد ہی اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر ۲۱/ایکڑ زمین برلبِ سڑک عطا فرمائی- یکم جولائی ۱۹۹۱ء کو حضور انور نے اس ہسپتال کا نام 'المہدی ہسپتال' تجویز فرمایا اور مکرم چودھری احمد مختار صاحب کو اپنا نمائندہ مقرر فرمایا جنہوں نے ۸/جولائی ۹۳ء کو ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا-

ہسپتال متعدد کمروں پر مشتمل ہے جن میں آپریشن تھیٹر، لیبارٹری، ایکسرے اور بارہ بستروں کا ایک وارڈ، ایک عدد ڈاکٹر کے بنگلہ کے علاوہ دو عدد سٹاف کوارٹر شامل ہیں- نیز ایک ٹیوب ویل بھی لگایا گیا ہے- ۷۱/مارچ ۹۵ء کو المہدی ہسپتال کی تکمیل اور وقف جدید کے سپرد کئے جانے کے موقع پر ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت محترم چودھری حمیداللہ صاحب صدر مجلس انصاراللہ نے کی اور مکرم اللہ بخش صادق صاحب ناظم ارشاد وقفِ جدید کو ہسپتال کی چابی پیش کی- اس ہسپتال کے بارے میں تفصیلی رپورٹ ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ اپریل ۹۷ء میں شاملِ اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

حضرت منشی فیاض علی صاحبؓ کپورتھلوی

حضرت منشی فیاض علی صاحبؓ ۱۸۴۵ء میں سراوہ (ضلع میرٹھ، یوپی) میں رسول بخش صاحب کے ہاں پیدا ہوئے جن کے پردادا زاہد علی قریشی ملکِ عرب سے شہنشاہ جہانگیر کے زمانہ میں تشریف لائے تھے اور فوجی خدمات کے عوض جاگیر پائی تھی- وہ حضرت مجدد الف ثانیؒ سے بیعت تھے اور انہی کے حوالہ سے اپنی اولاد کو نصیحت کیا کرتے تھے کہ جو بھی امام مہدی کا زمانہ پائے ان کی بیعت سے مشرف ہو- حضرت منشی صاحبؓ مروجہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے بچپن کے دوست منشی عبدالرحمٰن صاحبؓ آف سراوہ کی دعوت پر کپورتھلہ آگئے اور انکے توسط سے ملازم ہوگئے- حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحبؓ 'براہینِ احمدیہ' پڑھتے ہی حضورؑ کے معتقد ہوگئے تھے اور جب بیعت کرنے کا اعلان شائع ہوا تو استخارہ کرکے فوراً بیعت کرلی- اور آپؓ کی تلقین سے ہی حضرت منشی فیاض علی صاحبؓ نے بھی بیعت کرلی اور اس طرح ۳۱۳/اصحاب میں نمبر ۱۰ و ۱۱ پر دونوں اصحاب شامل ہوئے- ۱۸۹۲ء کے جلسہ سالانہ میں بھی دونوں شامل ہوئے-

حضرت منشی صاحبؓ اپنی ملازمت کے دوران کپورتھلہ کے آریہ سماج اور عیسائیوں سے اکثر مباحثات کیا کرتے تھے اور اکثر قادیان بھی زیارت کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے- ریٹائرڈ ہونے کے بعد دہلی میں اپنے فرزند کے پاس ہی قیام فرمایا جہاں ۱۶/اکتوبر ۱۹۳۵ء کو وفات پائی- آپؓ نے وفات سے قبل رویاء میں دیکھا کہ آپؓ کا جنازہ نماز جمعہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پڑھایا ہے اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی ہے- چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپؓ کا جنازہ دہلی سے بذریعہ لاری قادیان لایا گیا- آپؓ کی وفات کے قریباً سوا سال بعد آپؓ کے گہرے دوست حضرت عبدالرحمٰن صاحبؓ بھی قادیان میں وفات پاگئے اور آپؓ کی قبر سے ملحقہ قبر میں دفن ہوئے-

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دور میں جب کپورتھلہ کی مسجد احمدیہ چھین لی گئی اور عدالت میں مقدمہ کی کارروائی کا آغاز ہوا جو سات سال تک جاری رہی- اس عرصہ کے دوران احمدیوں پر مظالم کا سلسلہ بھی شدید ہوگیا اور گالی گلوچ، مارپیٹ عام سی بات بن گئی اور بظاہر حالات میں احمدیوں کو واپس مسجد مل جانا ناممکن نظر آتا تھا- اتفاقاً دورانِ مقدمہ حضرت منشی فیاض علی صاحبؓ نے لدھیانہ کے مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک محفل میں عاجزی سے آبدیدہ ہوکر دعا کے لئے عرض کیا تو حضورؑ نے بڑے جلال سے فرمایا "اگر میں سچا ہوں اور میرا سلسلہ سچا ہے تو مسجد تمہیں ضرور ملے گی"- چنانچہ حضرت منشی صاحبؓ نے واپس کپورتھلہ پہنچ کر اعلانیہ حضورؑ کے الفاظ کا اظہار کرنا شروع کردیا اور لکھ کر بھی یہ تحریر مسجد میں چسپاں کردی- ......چنانچہ مقدمہ کے سلسلہ میں تین مصنفین میں سے ایک جو بحث سن کر نہ صرف اپنا مخالفانہ انداز ظاہر کرچکا تھا بلکہ مسجد غیراحمدیوں کو دینے کا ارادہ بھی بیان کرچکا تھا وہ اپنا فیصلہ لکھنے سے صرف کچھ وقت پہلے دل کے دورہ کا شکار ہوا اور اس کی موت واقع ہوگئی- اس کی جگہ نیا منصف مقرر ہوا اور تینوں مصنفین کے متفقہ فیصلہ سے بالآخر مسجد احمدیوں کے سپرد کردی گئی اور نہایت مخالفانہ حالات کے باوجود حضرت اقدسؑ کی پیشگوئی نہایت شان سے پوری ہوئی- ......اس مقدمہ کا مدعا علیہ عبدالاحد تھا جو بغیر گالی کے حضرت اقدسؑ کا نام نہیں لیتا تھا، اس کے دو جوان تعلیم یافتہ بیٹے یکے بعد دیگرے مرگئے- اسی طرح ایک مخالف ڈاکٹر جس نے کہا تھا کہ اگر مسجد احمدیوں کو مل گئی تو وہ مسیح موعود پر ایمان لے آئے گا وہ فیصلہ کے بعد کہنے لگا کہ میرا بچہ ہلاک ہوجائے، میری بیوی ہلاک ہوجائے، میں ہلاک ہوجاؤں میں نے ایمان لانے کو نہیں کہا تھا- حضرت منشی صاحبؓ نے اس سے فرمایا کہ تم نے ایک طرح سے مسیح موعودؑ سے مباہلہ کرلیا ہے اب اسکے نتیجہ کا ایک سال تک انتظار کرو- چنانچہ ایک سال کے اندر اندر ڈاکٹر ایسے موذی مرض میں مبتلا ہوا کہ جان کے لالے پڑگئے اور آخرکار اس نے جماعت احمدیہ سے دعا کی استدعا کی- آخر اس کی جان تو بچ گئی لیکن شنوائی جاتی رہی، کچھ عرصہ بعد بچہ فوت ہوگیا اور اس واقعہ کے بعد پھر وہ عرصہ دراز کپورتھلہ میں رہا لیکن اس کے ہاں کوئی بچہ نہیں ہوا-

حضرت منشی فیاض علی صاحبؓ کے فرزند مختار احمد صاحب کو بچپن میں مرگی کے دورے پڑتے تھے حتٰی کہ وہ تعلیم بھی جاری نہ رکھ سکے اور باوجود دور ونزدیک سے ہر قسم کے علاج کے کوئی افاقہ نہ ہوا- آخر آپؓ اسے ایک ہندو طبیب کے پاس لے گئے جس نے سارے حالات سن کر کہا کہ میری سمجھ میں یہ مرض نہیں آیا، کل غور کرکے جواب دوں گا- اگلے روز اس نے کہا کہ میں تشخیص نہیں کرسکا، نسخہ کیا دوں، لیکن رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ اس مرض کا علاج سوائے املی کے اور کچھ نہیں- چنانچہ منشی صاحبؓ نے اپنے بیٹے کو خوب املی کھلائی اور پلائی اور صرف ایک ہفتہ میں مرض کا نام ونشان تک نہ رہا-

مباحثہ دہلی کے موقعہ پر جب فساد ہوا تو حضرت مسیح موعودؑ کی حفاظت کے لئے آپؑ کے ہمراہ جو بارہ اصحاب موجود رہے ان میں حضرت منشی صاحبؓ بھی شامل تھے- آپؓ اپنے آخری دور میں فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو مسیح موعود علیہ السلام بارہا خواب میں دکھائی دیتے ہیں- میں نے اپنے آپ کو مسیح موعودؑ کے ساتھ بہشت میں دیکھا- حضورؑ نے مجھ کو مہمان نوازی کی خدمت عطا فرمائی ہے- جو دوست بہشت میں داخل ہوتے ہیں مجھ کو حکم ہوا ہے کہ ان کو کھانا کھلاؤ اور بہشت کی سیر کراؤ......

حضرت منشی صاحبؓ فرماتے ہیں کہ بیعت کے ابتدائی زمانہ میں بہت کثرت سے حقہ پیا کرتا تھا- جالندھر میں ایک جلسہ میں میں شریک تھا جب حضرت مسیح موعودؑ نے حقہ کی بہت مذمت فرمائی- میں نے عرض کیا مجھ سے حقہ چھوٹنا غیر ممکن ہے اگر حضور دعا کریں اور وہ قبول ہو جائے- حضورؑ نے فرمایا آؤ ابھی دعا کریں- پھر اتنی دیر دعا کروائی کہ حاضرین ہاتھ اٹھانے میں اکتائے ہوئے معلوم ہوتے تھے- اس کے بعد مجھے خواب میں ایک نفیس حقہ دکھایا گیا جس کی نے سانپ بن گئی اور میں نے اسے مار ڈالا اور اس کے بعد حقہ سے شدید نفرت ہوگئی-

آپؓ مزید بیان کرتے ہیں کہ کپورتھلہ کی ملازمت کے دوران ایک سکھ کرنل میرا بڑا دشمن اور متعصب تھا- جب وہ کسی قصور کی بناء پر مجھے ملازمت سے نہ نکال سکا تو اس نے راجہ کو لکھ دیا کہ "میں اسکے کسی کام کا ذمہ دار نہیں لہٰذا اسے پلٹن سے نکال دیا جائے"- میں نے تمام واقعات خدمت اقدس میں عرض کئے تو حضورؑ نے جواباً تحریر فرمایا کہ دعا کی گئی، غیراللہ سے خوف کرنا خدا کے ساتھ شریک کرنا ہے، ہرگز نہیں ڈرنا چاہئے اور ہر ایک نماز فرض کے بعد ۳۳ مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ لیا کرو- میں اس پر عمل کرتا رہا اور جلد ہی اسی راجہ نے جو کرنل کے گھر دعوتوں میں شریک ہوتا تھا کرنل کو لکھا کہ "اسے حکماً رکھنا ہوگا"- کچھ عرصہ بعد کرنل کو کسی وجہ سے ملازمت سے علیحدہ کردیا گیا-

حضرت منشی فیاض علی صاحبؓ نے تین شادیاں کیں جن سے تین بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں- آپؓ کے حالات زندگی پر مشتمل ایک مفصل مضمون ماہنامہ "انصاراللہ" اپریل ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان)

ہر آٹھ منٹ میں ایک جھوٹ اور دن میں دو سو جھوٹ

AFP لندن کی خبر ہے کہ کیلیفورنیا کی ایک کمپنی نے کچھ لوگوں کے جسموں پر ایسے آلات اور مائیکروفون نصب کئے جو یہ پتہ لگاتے اور حساب رکھتے تھے کہ وہ دن میں کتنی بار جھوٹ بولتے ہیں۔ غالباً یہ آلات Lie Detector کی قسم کے ہونگے جن کے ساتھ کاؤنٹر لگے ہونگے۔ ان کے سروے سے پتہ لگا کہ ایک عام آدمی ہر آٹھ منٹ میں ایک جھوٹ بولتا ہے اور ایک دن میں دو سو بار جھوٹ بولتا ہے۔ چنانچہ اس خبر پر اخبار نے جو عنوان جمایا وہ ہے:

"We are Liers - True"

یعنی ہم جھوٹے ہیں اور یہ سچ ہے۔

(بحوالہ سڈنی مارننگ نیوز ہیرلڈ ۷۔۴۔۹۷)

ویسے دل نہیں مانتا کہ یہ سروے صحیح ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ آلات صحیح کام نہ کرتے ہوں۔ لیکن اگر انہوں نے صحیح ریکارڈ کیا ہے اور سروے کرنے والوں کا نتیجہ درست ہے تو پھر یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ سب سے بڑا اور کثرت سے پایا جانے والا گناہ جھوٹ ہی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث میں جھوٹ کو "اکبر الکبائر" یعنی بڑے بڑے گناہوں میں سے بھی بڑے گناہوں میں شمار کیا گیا ہے یعنی ایسا گناہ کہ اگر انسان اس کو چھوڑ دے تو باقی برائیاں بھی آہستہ آہستہ پیچھا چھوڑ دیتی ہیں۔

اگر اس طرح کے آلے بازار میں ملنے لگیں تو اپنے محاسبہ نفس کیلئے خاصے مفید ہوسکتے ہیں۔ صبح اٹھ کر جسم پر اسے باندھ لیا اور رات کو سونے سے پہلے کاؤنٹر پر پڑھ لیا کہ آج میں نے کتنے جھوٹ بولے ہیں۔ اور پھر اگر نیت واقعی انہیں چھوڑنے کی ہو تو استغفار اور ضبط نفس کے ذریعہ انہیں کم کرتے کرتے صفر پر بھی لایا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ بات یہیں ختم نہیں ہوگی۔ اب تو سائنسی تجربات نے ثابت کردیا ہے کہ انسان کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں وہ بھی انرجی کی لہروں کی طرح ہیں چنانچہ امریکہ کی فوج محض خیال کی قوت سے ریموٹ کنٹرول سسٹم کے طریق پر کشتیاں چلانے میں کامیاب ہوگئی ہے اور اب محض سوچنے کی طاقت سے ہوائی جہاز اڑانے، چلانے، اس کی رفتار کو کنٹرول کرنے اور زمین پر اتارنے کے تجربے ہو رہے ہیں۔ اس لئے یہ ناممکن بات نہیں کہ مستقبل میں کوئی ایسا آلہ بھی ایجاد ہوجائے جو دل کی ان لہروں کو ریکارڈ کرے جو دل میں تکبر، بغض، حسد، بدظنی اور غیبت وغیرہ کے خیالات اٹھنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ ایسا آلہ اصلاح نفس کے لئے ایک عمدہ واعظ کا کام کر سکتا ہے۔

نیز انسانی خیالات کی لہریں خود انسان کے اپنے اندر ہی نہیں گھولتیں (یعنی جو Toxic Compounds وہ بناتی ہیں) بلکہ اپنے اردگرد بیٹھنے والوں کو بھی متاثر کرتی ہیں۔ تجربہ شاہد ہے کہ نیک مجلس میں نیک خیال پیدا ہوتے ہیں اور برے لوگوں کی سوسائٹی میں برے خیالات دل میں جنم لیتے ہیں۔ اس سے خدا کے حکم کونوا مع الصادقین یعنی سچوں کی صحبت اختیار کیا کرو کی حکمت بھی سمجھ میں آجاتی ہے۔

انسان تو اس طرح کے آلات اب بنا رہا ہے لیکن قرآن کریم تو پہلے ہی کہہ چکا ہے کہ ہم نے ہر انسان کی گردن کے ساتھ ایک ایسا آلہ باندھ چھوڑا ہے جو اس کی نیکیوں اور بدیوں کو شمار کرتا رہتا ہے اور قیامت کے روز وہ ایک کھلی کتاب کی شکل میں اس کے سامنے آجائے گا۔ چنانچہ فرمایا: "اور ہم نے ہر انسان کی گردن میں اس کے عمل کو باندھ دیا ہے اور ہم قیامت کے دن اس (کے اعمال) کی ایک کتاب نکال کر اس کے سامنے رکھ دیں گے جسے وہ (بالکل) کھلی ہوئی پائے گا" (بنی اسرائیل ۱۷: ۱۴)۔

☆......☆......☆

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya International

Programme Schedule for Transmission

27th June 1997 to 3rd July 1997

*Please note programmes and timings may change without prior notice.
All times are given in British standard time.
For more information please phone or fax +44-181-874 8344*

21 SAFAR — Friday 27th June 97

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner: Yassarnal Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme - History of Ahmadiyyat (Part 1) (R)
02.30	Huzur's Reply To Allegations- Session 30 (8.6.94) (Part 1) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
05.00	Homoeopathy Class with Huzoor (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Yassarnal Quran
07.00	Pushto Programme
08.00	Bazm-e-Moshaira Organized By : B. A. Rafiq Sahib , Belmont Hall London (Part 2) (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class
11.00	Computers For Everyone -Part 14
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Huzoor , Fazl Mosque , London (R)
14.00	Bengali Programme
15.00	Q/A With Huzoor With German Friends , Hanover 18.5.97 (Part 2)
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Friday Sermon By Huzoor (R)
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Live Inaugural Address By Huzoor Jalsa Salana 1997, Canada
20.30	Medical Matters with Dr M.H.Khan
21.30	Friday Sermon by Huzoor (R)
22.45	Q/A With Huzoor With German Friends , Hanover 18.5.97 (Part 2) (R)

22 SAFAR — Saturday 28th June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	M.T.A. U.S.A. Production : Response To Phil Arms , A Christian Priest By: M.A. Cheema Sahib (No. 7)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Computers For Everyone-Part 14(R)
05.00	Q/A With Huzoor With German Friends , Hanover 18.5.97 (Part 2) (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Inaugural Address By Huzoor , Jalsa Salana Canada 1997
08.30	Medical Matters with Dr M.H. Khan
09.00	Liqaa Ma'al Arab
10.00	Urdu Class
11.00	MTA Variety
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Q/A Session with Huzoor, At Glasgow Scotland (9.4.88)
14.00	Bengali Programme
15.00	Children's Class - 28.6.97
16.00	Live Address To Lajna Imaillah Canada, By Huzoor , Jalsa Salana Canada,1997
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner : Kinder Garten
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Around The Globe : 1) An Exhibition About Tobacco & Its Effects . 2) Preservation of The Skeleton of Animals
22.00	Children's Class - 28.6.97 (R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen

23 SAFAR — Sunday 29th June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner : Kinder Garten
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	M.T.A. U.S.A. Production
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
05.00	Children's Class -21.6.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner : Kinder Garten
07.00	Address To Lajna Imaillah, Canada By Huzoor , Jalsa Salana Canada, 1997 (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Around The Globe : 1) An Exhibition About Tobacco & Its Effects 2) Preservation of The Skeleton of Animals (R)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Q/A Session with Huzoor With Albanians & Bosnians, Bait ur Rasheed, Germany, (16.5.97)
14.00	Bengali Programme
15.00	Continuation of Q/A Session With Huzoor With Albanians & Bosnians, Germany , (16.5.97)
17.00	Live Concluding Address By Huzoor , Jalsa Salana Canada , 1997
19.00	*Announcements and Detail of Programmes*
19.05	Tilawat
19.10	German Programme
20.10	Urdu Class (N)
21.10	Bait Bazi
21.30	Dars-ul-Quran (No. 5) (1996) By Huzoor - Fazl Mosque , London
23.30	Learning Chinese

24 SAFAR — Monday 30th June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Children's Workshop (No. 4)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Around The Globe : 1) An Exhibition About Tobacco & Its Effects 2) Preservation of The Skeleton of Animals (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese (R)
05.00	MTA Variety
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Children's Workshop (No. 4) (R)
07.00	Concluding Address By Huzoor , Jalsa Salana Canada , 1997 (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	M.T.A. Sports - Football (Final) Annual Sports Jamia Ahmadiyya Rabwah
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Class With Huzoor
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Homoeopathy Class with Huzoor (R)
23.00	Learning Norwegian

25 SAFAR — Tuesday 1st July 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Children's Class with Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	M.T.A. Sports - Football (Final) Annual Sports Jamia Ahmadiyya Rabwah (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
05.00	Homoeopathy Class With Huzoor (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Children's Class With Huzoor (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Medical Matters : Tuberculosis
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French
13.00	From The Archives- Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque, London, U.K. (27.4.90)
14.00	Bengali Programme
15.00	Huzoor with Dignitaries - 19.5.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner :Yassarnal Quran
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00	Huzoor with Dignitaries - 19.5.97
23.00	Learning French
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

26 Safar — Wednesday 2nd July 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner :Yassarnal Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters : Tuberculosis (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning French
05.00	Huzoor with Dignitaries - 19.5.97
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Yassarnal Quran
07.00	Speech : "Ways & Means of Tarbiyat Preached By The Holy Prophet (S.A.W.) " By : Fareed Ahmed Naveed
08.00	Around The Globe -Hamari Kaenat
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Seerat Sahaba Hadhrat Masih-i-Masih Maud (A.S) : Life of Hadhrat Ummar Din Shadiwal Sahib (R.A.)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Arabic
13.00	African Programme
14.00	Bengali Programme
14.45	Q/A Session With Huzoor for Bosnians & Albanians 19.5.97 (Part 1)
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	French Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Children's Class with Huzoor
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Al Maidah - Kabab & Halwa
21.45	Q/A Session with Huzoor for Bosnians & Albanians 19.5.97 (R)
23.00	Learning Arabic
23.30	Arabic Programme: Qaseedah/Nazm

27 SAFAR — Thursday 3rd July 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Children's Class with Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Canadian Horizon
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Arabic (R)
04.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
04.45	Q/A Session With Huzoor for Bosnians & Albanians 19.5.97 (Part 1)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Children's Class with Huzoor (R)
07.00	Sindhi Programme - Translation of Huzoor's Friday Sermon (29.9.95)
08.00	Quiz Programme : History Of Ahmadiyyat (Part 2)
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Al Maidah - Kabab & Halwa (R)
11.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 30 (8.6.94) (Part 2)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch
13.00	Chinese Programme: Philosophy of The Teachings of Islam
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Class with Huzoor
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Russian Prog: Q/A Session with Guests From Russia & Kazakhistan Session 2 (19.5.94) (Part 1)
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner : Yassarnal Quran
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bazm-e-Moshaira Organized By B.A. Rafiq Sahib , at Belmont Hall, London (Part 3)
22.00	Homoeopathy Class - With Huzoor (R)
23.00	Learning Dutch

Highlights of the Week

Programmes with Huzoor

Everyday:
Liqaa Ma'al Arab & Urdu Class

Monday & Thursday:
Homoeopathy Class

Tuesday & Wednesday:
Tarjumatul Quran Class

Friday:
Friday Sermon
Mulaqat with Urdu Speeking Guests

Saturday:
Children's Class
Question & Answer Session (Old)

Sunday:
Mulaqat with English Speaking Guests
Question & Answer Session (New)

Different Languages Programmes

Everyday
German & Bengali

Wednesday
French /Swahili

Sunday
Albanian

Thursday
Russian / Bosnian

Monday
Indonesian

Thursday
Sindhi

Monday
Turkish

Tuesday
Norwegian

Regular Features

Monday
MTA Sports

Tuesday
Medical Matters

Wednesday
Al Maidah

Thursday
Bazm-e-Moshaira
Quiz Program

Friday
Computers For Everyone

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (0181) 870 8517

Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 Friday, June 27, 1997 No. 26

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد، مؤرخ احمدیت۔ ربوہ

دورہ ایران کے بعض تاثرات و مشاہدات

"امیر تنظیم اسلامی" ڈاکٹر اسرار احمد اپنے دورہ ایران کے تاثرات و مشاہدات پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

(۱) "امام مہدی کی آمد کے حوالے سے ایک واقعہ لطیفہ کے طور پر ملاحظہ کیجئے۔ میں نے ایک شیعہ عالم دین سے پوچھا کہ اگر آپ کے عقیدے کے مطابق وہی امام غائب حاضر ہو جائیں اور دعویٰ کریں کہ میں مہدی ہوں تو کیا سارے شیعہ انہیں تسلیم کر لیں گے؟ انہوں نے ہنس کر کہا نہیں! **بہت سے یہ کہہ دیں گے کہ ہمیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے**" (گویا "امام غائب" کے نام سے اپنی دوکان چمکانے کی بات اور ہے اور ان کے "ظہور" پر انہیں فی الواقع مان لینا دوسری بات ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل یہودی حضورؐ کی آمد کے منتظر تھے لیکن چونکہ آپؐ پر ایمان لانے سے ان کی چودھراہٹیں اور قیادتیں داؤ پر لگ رہی تھیں اس لئے ایمان نہیں لائے"

(۲) "............ تعمیر مساجد کے بارے میں گورنمنٹ کا موقف یہ ہے کہ شیعہ اکثریت کے علاقے میں سنی مسجد نہیں بننے دیتے بلکہ سنیوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ شیعہ کے ساتھ اپنے طریقے کے مطابق نماز پڑھیں اور سنی اکثریت کے علاقے میں شیعہ مسجد نہیں بننے دیتے بلکہ شیعوں کو مجبور کرتے ہیں کہ سنیوں کے پیچھے اپنے طریقے کے مطابق نماز پڑھیں............"۔

.... لیکن یہ کہ اس "اصول" پر عمل درآمد نہیں ہوتا بلکہ دوہرا معیار اپنایا جاتا ہے۔ چنانچہ ہم نے تحقیق بھی کی اور وہاں ایک سنی عالم دین سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بھی تصدیق کی اور کہا کہ ایرانی بلوچستان میں پہلے سے بھی شیعہ مساجد قائم ہیں اور اب نئی بھی بن رہی ہیں کیونکہ وہاں کے شیعہ سنیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، لیکن تہران میں گورنمنٹ کوئی سنی مسجد بنانے کی اجازت نہیں دیتی۔ یہی وجہ ہے کہ تہران میں سنی بشمول پاکستانی سفارت خانے کے عملے کے ایک سکول میں نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ سکول کی حالت بھی زیادہ اچھی نہیں ہے۔ اس کے لئے پاکستان بڑی عمارت خریدنا چاہتا ہے لیکن کسی وجہ سے اجازت نہیں مل رہی ہے۔ بہرحال مساجد کی تعمیر کے حوالے سے یہ رویہ صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر سنیوں کو شیعہ اکثریت کے علاقوں میں مسجد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں تو پھر شیعوں کو ایرانی بلوچستان میں مساجد تعمیر کرنے کی اجازت کیونکر ہے؟......"

(ماہنامہ میثاق لاہور، دسمبر ۱۹۹۶ء صفحہ نمبر ۳۴، ۳۵)

علماء شیعہ کا "مرثیہ"

مشہور شیعہ عالم حکیم احمد شاہ کے جانشین سید ارشاد حسین مسجد جعفریہ ڈھوک رتہ راولپنڈی نے حسب ذیل الفاظ میں "ملت جعفریہ" کے شیعہ علماء کی کرپشن کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ہمارے آئمہ کی ظاہری صورت دیکھ کر شیعہ دھوکے میں نہیں آئیں گے۔ خواہ علماء سوء عمامہ، عبا اور قبا پہنے ہوئے ہوں۔ وہ کسی عالم دین کا عمل دیکھیں گے۔ کیا وہ ساری دنیا کی باطل قوتوں سے لڑ کر قرآن و عترت رسولؐ کا اتباع کرتا رہا۔ جو عمل سے باغی ہوگا تو وہ شیعہ اس کا شمار شیطان کے ساتھیوں میں کریں گے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اصلی اور سچا مومن سرخ رنگ گندھک سے بھی زیادہ نایاب ہے۔ امام رضاؑ کا ارشاد ہے کہ جھوٹ کہتے ہیں جو منہ زبانی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم شیعہ علیؑ ہیں۔ شیعہ علیؑ تو حضرات سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ و عمارؓ و محمد بن ابی بکرؓ کے سے ہوتے ہیں۔ **امام صادقؑ سے ایک حدیث ہے کہ اللہ نے جس قدر آیات قرآن میں منافقین کے بارے میں نازل کی ہیں وہ سب کی سب ان لوگوں کے حق میں ناطق ہیں جو شیعہ ہونے کا جھوٹا ادعا کرتے ہیں۔ پھر امام غائبؑ کی نسبت حدیث ہے کہ وہ جب خروج کریں گے تو سب سے پہلے شیعہ ہونے کے جھوٹے دعویداروں کو قتل کریں گے۔ خصوصاً ایسے شیعہ لوگ جو مال و دولت آئمہ کی کثرت پر نظر بد جمائے رکھتے ہیں۔ آئمہ کرامؑ نے ان کو جہنمی فرمایا ہے......"**۔

"............ کسی میں یہ ذکر نہیں کہ دولت اکٹھی کرتے جاؤ اور قارون بن جاؤ۔ ہمارے کسی معصومؑ کا رہائشی حجرہ چند مرلہ زمین سے زیادہ نہ تھا۔ حضرت نوحؑ جس جھونپڑی میں رہتے تھے وہ اتنی چھوٹی تھی کہ آپ کے پاؤں مبارک جھونپڑی سے باہر ہوتے تھے۔ اگر ہم خدا کو مانتے ہیں۔ معصومین علیہم السلام کے سچے پیروکار ہیں۔ اپنی موت اور قیامت پر یقین رکھتے ہیں تو مستحق سادات عظام اور ضرورت مند مارے مارے کیوں پھر رہے ہیں۔ اکثریت خمس دیتی نہیں۔ حیرانی ہے جو خود غاصب ہے وہ باغ فدک کے غاصبوں کی مذمت کرتا ہے۔ جو خمس دیتے ہیں اس کا استعمال صحیح نہیں ہو رہا۔ مولویوں کی یہ بڑی بڑی کوٹھیاں اور لمبی لمبی کاریں آخر کہاں سے آتی ہیں؟۔

آج کل ہمارے ملک میں احتساب ہو رہا ہے۔ مومن وہ ہے جو ہر لحہ اپنے احتساب میں مصروف ہے۔ ایسے احتساب سے کیا فائدہ جو پانی کے بلبلے کی مانند ناپید ہو......"۔

ہماری ایک قیادت ہر ملکی الیکشن میں حصہ لیتی ہے، چند ووٹوں کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ پاک بی بی کی انہیں بددعا ہے۔ جو "اموال امام" پر الیکشن لڑتے ہیں اس بار پہلے سے زیادہ ناکام ہونگے۔ انشاء اللہ۔ کاتب تقدیر نے ان کے مقدر میں ناکامیاں لکھ دی ہیں۔

وہ حضرات جنہوں نے ہمارے پیارے ملک کو دولخت کیا۔ اتنا لوٹا کہ دیوالیہ بنا دیا۔ اتنی کرپشن کی کہ کرپٹ دنیا کے دوسرے نمبر پر آگیا ہے۔ یہی لوگ اس بار بھی برسر اقتدار آنے کے لئے کوشاں ہیں۔ میں ملت جعفریہ سے عجز و انکسار کے ساتھ اپیل کرتا ہوں خدارا وہ اپنا نام ملک توڑنے والوں کی فہرست میں درج نہ کرائیں"۔

ماہنامہ "خیر العمل" کے مدیر اعلیٰ جناب ڈاکٹر عسکری بن احمد صاحب ایم بی بی ایس نے فروری ۱۹۹۷ء کے شمارہ میں مندرجہ بالا بیان شائع کرنے کے بعد تبصرہ فرمایا کہ:

"انہوں نے اپنے درد ملی کا اظہار اس دردنامہ میں کیا ہے اور خمس سہم امام سے متعلق علماء کی کرپشن کا رونا رویا ہے۔ انہوں نے بتلایا ہے کہ چند گمراہ شیعہ کا ایک ٹولہ ہے جو دین کے نقلی چوکیدار بنے ہوئے ہیں۔ ان کی ظاہری دیندار صورت دھوکہ کی ٹٹی ہے۔ وہ خمس چور اور خمس خور ہیں۔ خمس سے پیٹ نہیں بھرا تو جعفریہ ویلفیئر فنڈ اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ ہر مولوی کا ڈھائی اینٹ کا اپنا الگ مدرسہ ہے جو اپنی الگ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد سے بڑا ہے۔ یہ دینی مدرسہ ویسا ہی ہے جس کے متعلق اقبال نے فرمایا

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

اشھد ان علی ولی اللہ اور حی علی خیر العمل کی شہادت اور آوازہ اہل مدرسہ کے حلق سے نیچے مارفین کیطرح سے نہیں اترتا۔ اور مارفین خارجی حفاظ ر قرآن تھے اور ہیں۔

دینی لٹریچر کے لئے اجازہ خمس ہی نہیں ملتا مگر ملی الیکشن پہ مال امام (خمس سہم امام) اور جعفریہ ویلفیئر فنڈ کی رقوم بے دریغ خرچ ہوتی ہیں۔ بے جا مصرف یقیناً ناراضی امام کا باعث بنتا ہے"۔

(ماہنامہ خیر العمل لاہور۔ فروری ۱۹۹۷ء صفحہ ۲۶ تا ۲۸)

☆☆☆☆☆

جی ایم سید "پیغمبر" اور سن "کعبہ"

روزنامہ "جرأت" کراچی ۲۶/اپریل ۱۹۹۷ء کی ایک خبر:

"جئے سندھ قومی محاذ کے مرکزی جنرل سیکرٹری بشیر خاں قریشی نے کہا ہے کہ سائیں جی ایم سید سندھ کے پیغمبر ہیں اور ہم سندھ میں سن کو کعبہ کی حیثیت دیتے ہیں۔ ہم اپنی جدوجہد کی شروعات کر رہے ہیں۔ ہمارا اصل مشن صرف اور صرف سندھو دیش کی آزادی ہے۔ وہ جمعہ کو سائیں جی ایم سید کی سن ضلع دادو میں دوسری برسی کے موقع پر منعقدہ اجتماع سے خطاب کر رہے تھے...... جئے سندھ قوم پرست پارٹی کے چیئرمین قمر بھٹی نے کہا کہ پنجابیوں نے سندھ میں اپنا ظلم روا رکھا تو ہم سندھ کے راستوں سے پنجاب جانے والی گندم، پٹرول اور دیگر معدنیات کو کسی بھی صورت میں پنجاب نہیں جانے دیں گے۔ انہوں نے سرائیکی قوم سے اپیل کی کہ کھوکھلے پاکستان کو وہ سندھیوں کے ساتھ مل کر آخری دھکا دیں اور پاکستان کو پاش پاش کر دیں۔ ریاض چانڈیو نے کہا کہ سائیں کے نظریہ فکر اور فلسفہ سندھیوں کی فلاح اور سندھو دیش کے لئے ہے"۔

کراچی کے "قومی اخبار" نے بھی اپنی ۲۶/اپریل ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں یہ خبر نمایاں سرخیوں کے ساتھ شائع کی۔

ان چونکا دینے والے بیانات پر مولوی یوسف لدھیانوی ثم کراچوی ابھی تک چپ سادھے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جی ایم سید کی پیغمبری ان کے نزدیک ختم نبوت کے عین مطابق ہے یا وہ سندھ قومی محاذ کے گوریلوں سے لرزہ براندام ہو گئے ہیں!!!

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نامیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

(اقبال)

واقفین نو کے بارے میں اہم ہدایات

☆ آئندہ صدی کی تیاری کے سلسلے میں ایک بہت ہی اہم تیاری کا تعلق واقفین نو سے ہے۔

☆ اگر ہم واقفین نو کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے۔

☆ والدین کو چاہئے کہ واقفین نو بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں۔

☆ بڑی سنجیدگی کے ساتھ اب ہمیں آئندہ ان واقفین نو کی تربیت کرنی ہے

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔